REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

جلد ۴۰ — شمارہ ۴۴

ہفت روزہ بدر قادیان

قائم مقام ایڈیٹر:- محمد کریم الدین شاہد

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرحِ چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان ۱۴۳۵۱۶

THE BADR WEEKLY QADIAN-143516

۲۱ ربیع الثانی ۱۴۱۲ ہجری — ۳۱ اخاء ۱۳۷۰ ہش — ۳۱ اکتوبر ۱۹۹۱ء

بفضل اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔

احبابِ کرام حضور انور کی صحت و سلامتی، درازئ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے تواتر کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں۔

مجھے درحقیقت انہوں نے ہی قبول کیا ہے جنہوں نے دقیق نظر سے مجھکو دیکھا

میرے ساتھ وہی ہے جو میری مرضی کے لئے اپنی مرضی کو چھوڑتا ہے!

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدئ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے اس سلسلہ کو بے ثبوت نہیں چھوڑے گا۔ وہ خود فرماتا ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے کہ "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔" جن لوگوں نے انکار کیا اور جو انکار کے لئے مستعد ہیں اُن کیلئے ذلت اور خواری مقدر ہے۔ انہوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ اگر یہ انسان کا افترا ہوتا تو کب کا ضائع ہو جاتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ مفتری کا ایسا دشمن ہے کہ دنیا میں ایسا کسی کا دشمن نہیں۔ وہ بے وقوف یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ کیا یہ استقامت اور جرأت کسی کذّاب میں ہو سکتی ہے؟ وہ نادان یہ بھی نہیں جانتے کہ جو شخص ایک غیبی پناہ سے بول رہا ہے وہی اس بات سے مخصوص ہے کہ اس کے کلام میں شوکت اور ہیبت ہو۔ اور یہ اسی کا جگر اور دل ہوتا ہے کہ ایک فرد تمام جہان کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہو جائے۔ یقیناً منتظر رہو کہ وہ دن آتے ہیں بلکہ نزدیک ہیں کہ دشمن روسیاہ ہوگا اور دوست نہایت ہی بشاش ہوں گے۔ کون ہے دوست؟ وہی جس نے نشان دیکھنے سے پہلے مجھے قبول کیا اور جس نے اپنی جان اور مال اور عزت کو ایسا فدا کر دیا ہے کہ گویا اس نے ہزارہا نشان دیکھ لئے ہیں۔ سو یہی میری جماعت ہے اور یہی میرے ہیں۔ جنہوں نے مجھے اکیلا پایا اور میری مدد کی۔ اور مجھے غمگین دیکھا اور میرے غمخوار ہوئے۔ اور ناشناسا ہو کر پھر آشناؤں کا سا ادب بجا لائے۔ خدا تعالیٰ کی اُن پر رحمت ہو۔ اگر نشانوں کے دیکھنے کے بعد کوئی کھلی صداقت کو مان لے گا تو مجھے کیا اور اس کو اجر کیا اور حضرتِ عزت میں اس کی عزت کیا۔ مجھے درحقیقت انہوں نے ہی قبول کیا ہے جنہوں نے دقیق نظر سے مجھ کو دیکھا اور فراست سے میری باتوں کو وزن کیا اور میرے حالات کو جانچا اور میرے کلام کو سنا اور اس میں غور کی۔ تب اسی قدر قرائن سے خدا تعالیٰ نے اُن کے سینوں کو کھول دیا۔ اور میرے ساتھ ہو گئے۔ میرے ساتھ وہی ہے جو میری مرضی کے لئے اپنی مرضی کو چھوڑتا ہے۔ اور اپنے نفس کے ترک اور اخذ کے لئے مجھے حَکَم بناتا ہے۔ اور میری راہ پر چلتا ہے۔ اور اطاعت میں فانی ہے اور انانیت کی جلد سے باہر آگیا ہے۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۹، ۳۵۰)

قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کا

سووّاں جلسہ سالانہ

بتاریخ ۲۶-۲۷-۲۸ فتح (دسمبر)

سنہ ۱۳۷۰ ہش

۱۹۹۱ء منعقد ہوگا!

احبابِ جماعت ہائے احمدیہ کو خوشخبری دی جاتی ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مرکزِ سلسلہ قادیان میں جماعت احمدیہ کے سوویں جلسہ سالانہ کے لئے ۲۶-۲۷-۲۸ فتح (دسمبر) ۱۳۷۰ ہش (۱۹۹۱ء) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

احباب اس تاریخی صد سالہ جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔ اور دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ سالانہ کو بہت کامیاب و بابرکت فرمائے۔ آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان

مورخہ ۳۱ر اخاء ۱۳۷۰ ہش!

عافیت کا حصار

یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ عصرِ حاضر میں جس قدر مادی ترقیات کے نتیجہ میں نوعِ انسان کو ہر قسم کی سہولیات میسر آئی ہیں، اس کے بالمقابل عالمگیر طور پر اہلِ مذاہب میں اخلاقی اور روحانی گراوٹ اسی قدر زیادہ محسوس کی جا رہی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مادی ترقیات روحانی فساد کا موجب بنی ہیں بلکہ حرص ولالچ اور خود غرضی ومفاد پرستی اور تجبر وانانیت نے روحانی اقدار کو پامال کر دیا ہے۔ آج کی اس متمدن ومہذب دنیا میں اہلِ مغرب ہوں یا مشرق سبھی بے اطمینانی واضطراب کا شکار ہیں۔ سیاسی بحران کے نتیجہ میں چھوٹے چھوٹے ملکوں کا تو ذکر ہی کیا، دنیا کی دوسری بڑی طاقت کہلانے والا روس بھی بکھر کر رہ گیا ہے۔ دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے امریکہ نے ایٹمی ہتھیاروں کی تخفیف کا شوشہ چھوڑا لیکن درپردہ ہر ملک کی سیاست میں دخیل ہو کر بدامنی کے اسباب پیدا کر رہا ہے، جس کے نمونے ہر ملک میں علٰحدگی پسندی یا تشدد وانتہا پسندی کی صورت میں نظر آ رہے ہیں۔ ہندوستان ہو یا پاکستان، ایران ہو یا مشرقِ وسطیٰ مغرب ہو یا مشرق ہر جگہ انسان، انسان کا دشمن بن گیا ہے۔ اور ایک دوسرے پر سے اعتماد اٹھتا جا رہا ہے۔ ہزاروں انسان گولیوں کا نشانہ بن چکے ہیں۔ انسانی لہو کا دریا بہتا چلا جا رہا ہے۔ دہشت وبربریت کا ننگا ناچ جاری ہے۔ نفرتوں کی دیواریں بلند ہوتی جا رہی ہیں۔ خوفِ خدا تو گویا دلوں سے مٹ چکا ہے۔ تہذیب وترقی کی آڑ میں جنگل کا قانون لاگو ہوتا جا رہا ہے۔

دوسری طرف آفاتِ ارضی وسماوی نے دنیا میں تباہی وبربادی پھیلائی ہوئی ہے۔ کہیں سیلاب اور سمندری طوفان سے ہزارہا نفوس لقمۂ اجل بن رہے ہیں تو کہیں زلزلے سے ہزاروں لوگ موت کی آغوش میں جا پہنچے اور ہزاروں بے گھر ہو گئے۔ کہیں جنگ کا عفریت ہزاروں انسانوں کو چبا کر نگلتا جا رہا ہے۔ ایک مصیبت ٹلتی نہیں کہ دوسری آ کھڑی ہوتی ہے۔ امن اور شانتی کی دہائی ہر کسی کے منہ سے سنائی دیتی ہے لیکن محض لاچاری اور بے بسی کے ساتھ۔ چنانچہ حال ہی میں پنجاب کے شہر لدھیانہ میں آتش زنی کا جو زبردست اور ہولناک سانحہ ہوا، پھر شمالی بھارت میں اسی ماہ جو قیامت خیز زلزلے کے نتیجہ میں تباہی مچی اور بھارت سے باہر کی دنیا میں جو بے چینی ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے روزنامہ ہند سماچار کے ایڈیٹر شری وجے کمار رقمطراز ہیں:-

"......جو کچھ پنجاب میں ہو رہا ہے اور موت جس ڈھنگ سے قدم قدم پر زندگی کا پیچھا کر رہی ہے وہ بھی کسی ساڑھ ستی کے پرکوپ سے کم نہیں۔ اور پھر پنجاب سے باہر جس طرح دیش میں جگہ جگہ دہشت پسندی اور علیحدگی پسندی کی آگ بھڑک رہی ہے۔ پچھلے دنوں ہی رودرپور جیسا خوفناک کانڈ ہوا ہے علیحدگی اور انتشار کا رجحان پنپ رہا ہے۔ فرقہ پرستی کا اژدہا پھن پھیلائے کھڑا ہے۔ اور دیش کی ایکتا اور اکھنڈتا سبھی کچھ داؤ پر لگی معلوم ہوتی ہے۔ اور اب جس طرح بھونچال نے قہر ڈھایا ہے وہ سب کچھ بھی کسی ساڑھ ستی کے پرکوپ سے کم نہیں ہے۔

اتنا ہی نہیں اگر بھارت کے باہر دنیا کے معاملہ میں دیکھا جائے تو جس ڈھنگ سے اس سال فروری میں کھاڑی کی جنگ ہوئی اور بے پناہ جانی ومالی نقصان ہوا۔ پھر روس میں پہلے راشٹرپتی گورباچیف کا تختہ پلٹا گیا اور پھر ان کی بحالی اور واپسی کے بعد روس میں متواتر بکھراؤ بڑھ رہا ہے اور یوگوسلاویہ بھی جس ڈھنگ سے بکھراؤ اور اندرونی لڑائی کے دور میں سے گزر رہا ہے ان سب کو بھی ساڑھ ستی کا پرکوپ کہہ کر ہی دل کو تسلی دینی پڑتی ہے۔" (ہند سماچار ۲۳ر اکتوبر ۱۹۹۱ء ص)

حوادث وسانحات اور آفات وبلیات کے اس پُر آشوب دور میں ہمیں نہ صرف دکھی اور غمزدہ اور خانماں برباد لوگوں کے مصائب پر گہرا دکھ اور افسوس ہے اور ان کے لئے ہمارے مضطرب وبے چین دلوں میں انسانی ہمدردی کے گہرے جذبات ہیں بلکہ روحانی ہمدردی کے ناطے بھی ہمارا دل خون کے آنسو روتا ہے کہ آخر امن وآشتی کو ترستی ہوئی مخلوق کا ذہن خدا تعالیٰ کی پناہ میں آجانے کے لئے بے چین کیوں نہیں جس کے قبضۂ قدرت میں ہر چیز ہے جو ساری کائنات کا خالق ومالک ہے۔ جس نے ہر دور میں ایسے حالات میں، انسان کی راہ نمائی کر کے دکھوں سے چھٹکارا پانے کے طریق بتلائے ہیں۔ اور جس سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی طاقت بھی محفوظ ترین جائے پناہ نہیں ہے۔

جس طرح ہم رات کی تاریکی کے بعد طلوعِ سحر کا نظارہ کرتے ہیں۔ جس طرح خزاں کے بعد بہار کی آمد لازمی ہے اور جس طرح شدید گرمی کے نتیجہ میں بارش کا برسنا یقینی ہو جاتا ہے اسی طرح شدید فتنہ وفساد گمراہی وضلالت کے ساتھ ہی رشد وہدایت کا انقلاب جاری ہو جایا کرتا ہے۔ جس پر تاریخِ مذاہب اور کتبِ مقدسہ شاہدِ ناطق ہیں۔ لیکن اس روحانی انقلاب کو دیکھنے کے لئے چشمِ بصیرت اور نگاہِ عبرت آموز کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسے حوادث ومصائب کو صرف قانونِ قدرت قرار دے کر آسمانی نوشتوں سے آنکھیں موند لینا دانشمندی نہیں اور نہ ہی ان آفات سے چھٹکارا پانے کی راہ ہے بلکہ اگر انسان حقیقت میں امن وسلامتی کا خواہاں ہے تو اُسے خدا تعالیٰ کے مامور ومرسل کو تلاش کرنا ہو گا، اور اُس کی آواز پر کان دھرنا ہو گا۔ چنانچہ اسی بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اس زمانہ کے مامور من اللہ جماعتِ احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ:-

"اے غافلو! تلاش تو کرو شاید تم میں خدا کی طرف سے کوئی نبی قائم ہو گیا ہو جس کی تم تکذیب کر رہے ہو۔" (تجلیاتِ الٰہیہ صفحہ ۸ - ۹)

اس موقع پر ہم انسان کی خوابیدہ فطرت کو جھنجھوڑنے کے لئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی وہ عظیم الشان پیشگوئی درج کرنا ضروری سمجھتے ہیں جو آپ نے مستقبل میں ظاہر ہونے والی آفاتِ ارضی وسماوی کے تعلق میں بیان فرمائی ہے اور جس کے ہولناک نظارے آج تک دنیا دیکھتی آ رہی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

"یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض اُن میں قیامت کا نمونہ ہوں گے۔ اور اس قدر موت ہو گی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اور اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے۔ اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہو گی۔ اور اکثر مقامات زیر وزبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی۔ اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین وآسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گے یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی۔ اور ہیئت اور فلسفہ کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہیں ملے گا۔ تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہو گا کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتیرے نجات پا جائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی۔ اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اس لئے کہ نوعِ انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے۔ اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی۔ پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں اُن پر رحم کیا جائے گا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے۔ یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو۔ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہو گا۔

یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔ اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں وہ واحدِ یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھائے گا جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں۔ پر ضرور تھا کہ خدا کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوحؑ کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوطؑ کی زمین کا واقعہ تم بچشمِ خود دیکھ لو گے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے، توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶ - ۲۵۷)

پس اس عظیم الشان پیشگوئی کے مطابق اگر ہم ۱۹۰۵ء سے لیکر آج تک کے زلازل کا ریکارڈ دیکھیں تو یہ حیرت انگیز حقیقت ہمارے سامنے آتی ہے کہ ان میں جس قدر جانی ومالی نقصان ہوا ہے اس قدر نقصان کسی پہلے زمانہ میں تین سو سال کے زلزلے ملا کر بھی نہیں ہوا۔ پیشگوئی کا دوسرا حصہ تباہ کن جنگوں سے متعلق ہے جس میں شہروں کا گرنا۔ آبادیوں کا ویران ہونا اور خون کی نہروں کا چلنا بیان کیا گیا ہے جس کے نظارے دو عظیم جنگوں میں دنیا دیکھ چکی ہے۔ اور ہیروشیما اور ناگاساکی پر جو قیامت گزری اس کی وجہ سے ان دونوں شہروں کے نام تباہی کے لئے زبان کا محاورہ بن گئے ہیں۔ تیسرا حصہ اس پیشگوئی کا طوفانوں۔ سیلابوں اور مختلف قسم کی بیماریوں اور آفات سے متعلق ہے۔ جن سے لاکھوں نفوس تباہ ہوئے۔ پس اس عالمگیر بدامنی اور بے چینی کے اس دور میں قیامِ امن وسلامتی کی صرف ایک ہی راہ ہے کہ مامورِ وقت کی آواز کو سنو اور اپنے رب کے آستانہ پر سجدہ ریز ہو جاؤ۔ بانی جماعتِ احمدیہ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے! ٭ ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

(دُرِّ ثمین)

محمد کریم الدین شاہد

خطبہ جمعۃ المبارک

مالی نظام میں بھی قرآن کریم نے دُنیا کا بہترین مالی نظام ہمارے سامنے رکھا ہے

یہ نظام اگر آج دُنیا میں کہیں رائج ہے تو جماعت احمدیہ میں ہی اس کا ایک پہلو رائج ہے یعنی طوعی چندوں کا نظام

آج کل کے زمانے میں بھی جماعت احمدیہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس مضمون میں نئے رنگ بھرے ہیں

جن کے دل میں لازمی چندوں سے کسی قسم کی کراہت پائی جاتی ہے یا طوعی تحریکات میں وہ اپنے دلوں پر بوجھ محسوس کرتے ہیں اُن کو اپنا تجزیہ کرنا چاہیئے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۰ر تبوک (ستمبر) ۱۳۷۰ ہش ۱۹۹۱ء بمقام مسجد فضل لندن

مکرم منیر احمد صاحب جاوید دفتر P.S. لندن کا مرتب کردہ حضور انور کا یہ غیر مطبوعہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے۔ (قائمقام ایڈیٹر)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی۔

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَاۤ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِىْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

(سورۃ توبہ: آیات ۹۸-۹۹-۱۰۰)

اور اس کے بعد حضور انور نے فرمایا۔

قرآن کریم نے جو مالی نظام دنیا کے سامنے پیش فرمایا ہے یہ ایک بالکل الگ اور ممتاز نظام ہے جس کی کوئی مثال دنیا کے کسی مذہب میں دکھائی نہیں دیتی۔ یہ مضمون اپنی ذات میں اتنا وسیع اور اتنا گہرا ہے کہ اگر کسی غیر مذہب والے کو اس موضوع پر کوئی مسلمان متوجہ کرے اور اسے دعوت دے کہ تم اپنے مذہب ہی سے نہیں دنیا کے تمام مذاہب سے خدا کی خاطر مالی قربانی دینے والے مضامین کو اکٹھا کر لو اور ہم قرآن کریم سے ان آیات کو پیش کریں گے اور پھر دیکھو کہ کیا قرآن کی تعلیم بھاری رہتی ہے یا ساری دنیا کی اجتماعی کتابوں کی مجتمع تعلیم قرآن کریم کے اوپر بھاری ہوتی ہے۔ میں نے یہ موازنہ بڑے غور سے کیا ہے اگرچہ تمام مذاہب کی تعلیم پر بہت گہری نظر ڈالنے کی توفیق تو نہیں مل سکی لیکن موازنہ مذاہب کا چونکہ مجھے شوق رہا ہے۔ میں نے اصل کتابیں بھی پڑھی ہیں۔ بعد کے زمانے کی کتابیں بھی پڑھی ہیں، اور ان پر اپنوں اور غیروں نے جو تبصرے لکھے ہیں وہ بھی بہت حد تک پڑھنے کی توفیق ملی۔ اس لئے میں اپنے ذاتی علم کی بناء پر یہ بات کر رہا ہوں محبت کے کسی دعوے کی بناء پر نہیں۔ قرآن کریم سے ہر مسلمان کو محبت ہے۔ وہ اس کے متعلق بلند بانگ دعاوی بھی کرتا ہے لیکن حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے احمدیت کو جو نئی ادا سکھائی ہے وہ یہ ہے کہ محض محبت کی بناء پر دعوے نہ کرو بلکہ تجربے کی بناء پر دعوے کرو۔ خود دیکھو، پرکھو، خوب اچھی طرح غور کے بعد بات کرو۔ پس یہ بات جو میں کہہ رہا ہوں پورے غور کے بعد کہہ رہا ہوں۔ آپ میں سے ہر احمدی اس نسخے کو آزما کر دیکھ سکتا ہے۔ اور ہر گز کبھی وہ تمام دُنیا کے مذاہب کی اجتماعی طاقتوں سے بھی اس معاملے میں شکست نہیں کھائے گا۔ یہ تعلیم اتنی وسیع ہے انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی اور اتنے گہرے فلسفے پر مبنی ہے اور ہر اونچ نیچ کو اس طرح سمجھا دیا گیا ہے کہ

مالی قُربانی کے نظام کا ایک پورا جہان

ہے جو اپنی ذات میں کامل ہے اور اس میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس تفصیل کے ساتھ یہ سمجھانے کی اس لئے ضرورت ہے کہ آج کل جو بعض نئے نئے فتنے پیدا ہوتے ہیں ان میں بار ہا یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ اسلام کامل کیسے ہو گیا۔ دُنیا ترقی پذیر ہے اور ہر چیز میں پہلے کی نسبت کسی نہ کسی صورت میں ترقی کے آثار دکھائی دیتے ہیں۔ کیا ہم ایک جامد مذہب کو مان جائیں گے جو اپنی ذات میں کھڑا ہے اور ماضی کے کسی ایک نقطے پر آکر جمود اختیار کر گیا ہے۔ وہاں سے آگے نہیں چلتا۔ یہ اعتراض سادہ لوح مسلمانوں پر بعض دفعہ بُرے اثرات مترتب کرتا ہے۔ بعض دفعہ ان کو پھسلانے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور آج کل جیسے سندھ کی جو تحریک ہے اسمیں بھی سید صاحب نے جو اپنا فلسفہ حیات پیش کیا ہے اس میں نمایاں طور پر اس بات کو اٹھایا ہے کہ قرآنی تعلیم اپنے زمانہ میں اچھی تھی لیکن فرسودہ ہو گئی۔ بہا سو سال پہلے کی باتیں ہم کیسے کر سکتے ہیں۔ بہا سو سال پہلے کی کتاب آج ہماری راہنمائی کیسے کر سکتی ہے تو اُن کے لئے بھی یہ چیلنج ہے۔ صرف مذہب کے لئے نہیں بلکہ تمام دنیا کے مالی نظام جو آج تک انسانی کاوشوں کا نتیجہ ہیں ان کے فلسفے کو جانچ لیجئے۔ ان کو اکٹھا دعوت دے دیں کہ جاؤ اور سارے مل کر اپنے اپنے فلسفوں اور اپنے اپنے نظام سے چوٹی کے نکتے نکال کر لاؤ اور پھر اسلام کے مالی قربانی کے نظام سے مقابلہ کرو اور سارا پھر یہ بتاؤ کہ اسلام کے مالی قربانی کے نظام میں کہاں اصلاح کی اور ترقی کی گنجائش ہے کچھ کر کے دکھاؤ تو ہم مانیں گے۔ محض خیالی تبصروں کے اوپر تو انسان اپنے دینی تصورات کو تبدیل نہیں کیا کرتا یا اعتقادات کو تبدیل نہیں کیا کرتا تو یہ وہ نظام ہے جس کے متعلق ہر احمدی کو خوب اچھی طرح واقف ہونا چاہیئے اور عملاً وہ واقف ہو رہا ہے اور یہ نظام اگر آج دُنیا میں کہیں رائج ہے تو جماعت احمدیہ میں ہی اس کا ایک پہلو رائج ہے۔ یعنی وہ جو طوعی چندوں کا نظام ہے وہ جماعت احمدیہ میں رائج ہو گیا ہے۔ اور حسن و احسان میں ترقی کر رہا ہے اور دن بدن زیادہ نکھر کر سامنے آتا جا رہا ہے اور اس نئے بناؤ سنگھار میں ایک ادنیٰ سا موقعہ بھی ایسا پیش نہیں آتا کہ قرآنی تعلیم پر اضافے کی ضرورت پیش آئے اس کے دائروں میں یہ سب ترقی ہو رہی ہے اور اس کی حدود کے اندر رہتے ہوئے ہم جانتے ہیں ابھی بہت کچھ آگے بڑھنے کی گنجائش موجود ہے۔

پس آج پندرہویں صدی کا انسان یا چودہویں صدی کا انسان مڑ کر راہنمائی کے لئے دیکھ رہا ہے اور قرآن کریم کی تعلیم سے جب وہ استفادہ کرنے کی کوشش کرتا ہے تو حیران رہ جاتا ہے کہ ابھی بہت کچھ کرنے والا باقی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ زمانے کے آخر تک قرآن بنی نوع انسان کا ساتھ دیگا، وہ ساتھ دے سکیں نہ دے سکیں یہ

الگ بات ہے لیکن

قرآن کی تعلیم کسی دنیاوی فکر سے یا دنیاوی ترقی سے پیچھے نہیں رہ سکتی

بہرحال اس مختصر تعارف کے بعد اب میں ایک خاص پہلو کو جماعت کے سامنے نمایاں طور پر پیش کرنا چاہتا ہوں۔

قرآن کریم نے دو طرح کی مالی قربانی کرنے والوں کا حال بیان فرمایا جو اعراب کے حوالے سے بیان فرمایا ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے تربیت یافتہ غلاموں کا ذکر نہیں ہے۔ اس لئے اس بات کو خوب اچھی طرح سوچ لیں کہ ان آیات میں سے جو پہلی آیت ہے اس کا اطلاق خالصتہً اعراب پر ہوتا ہے یعنی ان بدوؤں پر جنہوں نے اجتماعی طور پر اسلام کو قبول کر لیا لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی تربیت سے فیضیاب نہ ہو سکے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی تزکیہ کی طاقت ایسی تھی کہ اُن اندھیروں میں بھی پہنچی ہے۔ اُن کو بھی پار کیا ہے اور ان میں بھی جگہ جگہ نور کی بہت ہی خوبصورت شمعیں روشن کر دی ہیں۔ دوسری آیت اسی مضمون کو بیان کر رہی ہے اور تیسری آیت یہ بتاتی ہے کہ نمونہ وہی ہے جو انصار اور مہاجرین کا نمونہ ہے۔ اعراب میں بُرے بھی ہیں، اچھے بھی ہیں، بہت خوبصورت قربانیاں کرنے والے بھی ہیں لیکن نمونے کے طور پر تم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں انصار اور مہاجرین کو پکڑنا ہے کیونکہ وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے تربیت یافتہ ہیں۔ پہلی آیت میں فرمایا

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَائِرَ

کہ ان اعراب یعنی بدوؤں میں بہت سے ایسے بھی ہیں جو، جو کچھ خرچ کرتے ہیں چٹی سمجھ کر خرچ کرتے ہیں اور دل میں کُڑھتے رہتے ہیں اور ساتھ ساتھ مخفی طور پر بددعائیں دیتے رہتے ہیں کہ انہوں نے ہمیں مصیبت ڈال دی۔ ہمارے اموال میں سے حصہ لینے والے آ جاتے ہیں اور خدا کرے ان پر کوئی آسمانی حوادثاتی مصیبت نازل ہو اور یہ ان مصیبتوں کا شکار ہو جائیں۔

اسی مضمون سے پتہ چلتا ہے کہ یہ اسلام کے غلبہ کے دور کی بات ہے جبکہ اسلام اس حد تک غالب آ گیا تھا کہ حکومت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اور آپ کے غلاموں کے ہاتھ میں تھی اور عربوں پر ایک اسلامی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ اگر یہ نہ ہوتا تو چٹی والی بات نہ ہوتی اور اسی میں دراصل آئندہ فتنوں کی پیشگوئی بھی تھی کہ جب بھی نظام حکومت ڈھیلا ہو گا تو وہ لوگ جو انتظار میں بیٹھے ہیں کہ تم پر کوئی مصیبت ٹوٹے تو وہ آزاد ہوں، وہ نہ صرف یہ کہ خدا کی راہ میں پیسے دینے بند کر دیں گے بلکہ ان کے باغیانہ خیالات زور سے سر اٹھائیں گے اور شور پیدا کریں گے چنانچہ اس آیت کی روشنی میں یہ کہنا کہ نعوذ باللہ رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں بند ہوتے ہی جو کچھ آپ کی اصلاح تھی وہ مٹ گئی اور فساد برپا ہو گئے، محض ایک جاہلانہ اعتراض ہے اور اہل مغرب کی طرف سے بھی اور بعض مشرقی مفکرین کی طرف سے بھی ہمیشہ یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی لمبی محنتیں کہاں گئیں۔ ۲۳ سالہ تربیت کے بعد اچانک جب آپ کا وصال ہوتا ہے تو اعراب بغاوت میں اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور فتنہ ارتداد اور زکوٰۃ نہ دینے کا فتنہ شروع ہو جاتا ہے تو قرآن کریم تو اس آخری دور میں جبکہ حکومت کامل ہو چکی تھی اور یہ دو تین سال سے زیادہ کا عرصہ نہیں ہے اس عرصے کے بارہ میں فرماتا ہے کہ اعراب میں سے ایک بڑی اکثریت ایسی ہے جنہوں نے دل سے اسلام کو قبول نہیں کیا اور اس حد تک بہرحال نہیں کیا کہ خدا کی راہ میں کچھ خرچ کر سکیں۔ جو کچھ دیتے ہیں وہ مجبوراً چٹی سمجھ کر دیتے ہیں اور دلوں میں نفرتیں دبائے بیٹھے ہیں اور تمہارے بدخواہ ہیں۔ تم پر آسمانی مصائب کی راہ دیکھ رہے ہیں لیکن ساتھ ہی جیسا کہ قرآن کریم کا طریق ہے کسی قوم کو بحیثیت مجموعی مطعون نہیں فرماتا، کسی قوم کو کلیتہً مجرم قرار نہیں دیتا بلکہ واقعاتی طور پر جو استثناء ہو سکتے ہیں ان کی بھی نشاندہی فرماتا ہے۔ فرمایا:

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ۔

لیکن عجیب ہے انہیں اعراب میں سے، ابھی تھوڑی دیر تربیت پائی ہے لیکن ایسے عظیم الشان وجود پیدا ہو چکے ہیں۔ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔ جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور یوم آخرت پر ایمان لاتے ہیں۔ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ۔ اور جو کچھ بھی خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے دو ہی مقاصد ہیں کہ اللہ کی قربت حاصل کریں اور رسول کی دعائیں حاصل کریں۔ اس کے سوا ان کا کوئی منشاء نہیں۔ جب روپیہ دیتے ہیں تو اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ انہوں نے کیا دیا اور کیسے دیا۔ اور جو مال کی سوائے اس کے کوئی نہیں کہ خدا ان کو قربت عطا فرمائے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں ان کو پہنچیں۔ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ سنو ان کی یہی ادا قربت پیدا کر رہی ہے مالی قربانی کا ایسا پیارا انداز ہے کہ قربت تو ان کو مل گئی۔ الا انھا قربۃ لھم میں بہت ہی خوبصورت مضمون بیان فرمایا گیا ہے۔ یہ نہیں فرمایا گیا ہے کہ ہاں ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تمہیں قربت عطا کی جائے گی۔ یا اس کے نتیجے میں تمہیں یہ ملے گا۔ فرمایا اِنَّهَا قُرْبَةٌ مالی قربانی کا یہ انداز اپنی ذات میں قربت ہے۔ یہ انہی کو نصیب ہوتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے قریب ہوں۔ یہ مضمون ہے یعنی جزاء کا مضمون تو بعد کی باتیں ہیں۔ وہ تو اپنی جگہ قائم ہے۔ انھا قربۃ کا مطلب یہ ہے کہ اس طرزِ فکر کے لوگ جو اس بناء پر مالی قربانی دیا کرتے ہیں وہ تو پہلے ہی اہلِ قربت ہیں۔ جنکو خدا کا قُرب نصیب نہ ہو ان کو اتنی حسین ادائیں آ ہی نہیں سکتیں

خُدا تعالیٰ کا عجیب کلام ہے

حیرت میں انسان ڈوب جاتا ہے، ذرا ٹھہر ٹھہر کر غور سے آپ پڑھیں تو حُسن کے عجیب کرشمے دکھائی دیتے ہیں۔ جو انسان کی جادوگری سے پیدا نہیں ہو سکتے خُدا کا کلام ہے۔ اس میں عجیب شان ہے۔ عجیب گہرائی ہے۔ عجیب صدق ہے۔ الا انھا قربۃ لھم سیدخلھم اللّٰہ فی رحمتہ اور بعد میں دوسرا مضمون بھی بیان فرما دیا۔ اللہ اس کے نتیجے میں ــــ سیدخلھم ــ ضرور ان پر رحمتیں بھی نازل فرمائے گا۔ یعنی جزاء تو اُن کو مل گئی کہ قربت نصیب ہے تو ایسی باتیں کر رہے ہیں۔ جو وہ چاہتے تھے وہ تو پورا ہو گیا لیکن اس کے سوا بھی خدا فرماتا ہے کہ سیدخلھم اللّٰہ فی رحمتہ۔ اللہ اس کے علاوہ بھی ان کو رحمتیں عطا فرمائے گا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

یہاں سیدخلھم اللّٰہ فی رحمتہ سے مراد یہ ہے کہ خدا کی رحمت ان کو ڈھانپ لے گی۔ وہ اس میں داخل ہو جائیں گے ان کے آگے پیچھے، دائیں بائیں، اوپر نیچے رحمت ہی رحمت ہو گی۔ رحمت کا یہ پورا ماحول اُن کے اوپر چھا جائے گا۔ ان کو لپیٹ لے گا اور ان کا کوئی حصہ رحمتِ باری تعالیٰ سے باہر نہیں رہے گا۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور ساتھ یہ بھی وعدہ فرما دیا کہ خدا تعالیٰ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ یہاں اس احتمال کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ ایسے لوگ جو خدا کی راہ میں مالی قربانیاں کرتے ہیں اور اس پیار اور محبت کے انداز سے کرتے ہیں ان میں بسا اوقات بعض دوسری کمزوریاں بھی ہوتی ہیں لیکن مالی قربانی سے ان کی نوک پلک درست ہو جاتی ہے۔ اور وہ بہت خوبصورت، بہت اعلیٰ کردار دکھانے والے بن جاتے ہیں۔ لیکن بعض دوسری باتوں میں کوتاہیاں بھی ہو جاتی ہیں، غفلتیں ہو جاتی ہیں۔ بعض دفعہ گناہ سرزد ہو جاتے ہیں۔ استغفار کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ پھر ٹھوکر کھاتے ہیں تو فرمایا ان لوگوں کے لئے میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ جب کسی کی ایک ادا پسند آ جائے تو اس کے بعض دوسرے نقائص سے انسان آنکھیں بند کر لیا کرتا ہے۔ اور کسی کی کوئی ادا بہت پسند آ جائے تو اتنا ہی زیادہ مغفرت کرنے والے کے دل میں ایک طلب پیدا ہو جاتی ہے۔ پس یہ اس طلب کا ذکر ہے ورنہ اس سے پہلے بخشش مانگنے کا کوئی مضمون بیان نہیں فرمایا گیا تو یہ بات بھی آپ یاد رکھیں کہ بعض نیکیوں میں غیر معمولی کمال حاصل کرنے کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی ذات میں مغفرت عطا کرنے کی طلب پیدا ہوتی ہے اور بخشنے کی تمنا پیدا ہوتی ہے اور جہاں ہاتھ نہیں بھی پھیلایا گیا وہاں ہی خدا نے خود ذکر فرما دیا کہ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ ان کو ہم یہ بھی بتا دیتے ہیں کہ اللہ بہت ہی مغفرت فرمانے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔ اس کے بعد تیسری آیت ہے۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ

سابقون اور اولون تو وہی ہیں مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ کہ جو مہاجرین میں سے ہیں اور انصار میں سے ہیں یعنی اعراب تو بعد میں آئے۔ اس سے پہلے کون لوگ تھے۔ مہاجر تھے اور انصار تھے جنہوں نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے تربیت حاصل کی فرمایا ان کی تو بات ہی الگ ہے۔ چنانچہ فرمایا:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ

باحسانٍ اور وہ لوگ جو احسان کے ساتھ ان کی پیروی کرتے ہیں۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ۔ ان کی تو یہ کیفیت ہے کہ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔ دونوں طرف سے رضا ہے۔ وَاَعَدَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَھَا الْاَنْھٰرُ۔ ان کے لئے خدا تعالیٰ نے ایسی جنات پیدا فرمائی ہیں جن کے اندر دائمی نہریں بہتی ہیں۔ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ اور یہ بہت ہی بڑی کامیابی ہے۔

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ میں صرف صحابہ مراد نہیں ہیں بلکہ صحابہ کا ذکر چونکہ الگ گزر چکا ہے اس لئے عین ممکن ہے کہ صحابہ مراد ہی نہ ہوں بلکہ صحابہ کی پیروی کرنے والوں کا ذکر ہے جو بعد میں آنے والے ہیں پس اس پہلو سے میرے نزدیک اس آیت کا مضمون ہمیشہ کے لئے جاری و ساری ہے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ صرف آنحضور صلی اللہ علیہ و علی آلہٖ وسلم کے زمانے کے لوگوں کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ اگر کلام الٰہی ہمیشہ کے لئے ہے اگر آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کا نمونہ اور آپ سے تربیت یافتہ صحابہؓ کا نمونہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ تو یہ فیض جو بھی پائے گا وہ ان انعامات سے بھی ضرور حصہ لیگا جن کا ان آیت کریمہ میں ذکر فرمایا گیا ہے۔ لیکن ایک شرط داخل فرما دی۔ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ اور وہ لوگ جنہوں نے احسان کے ساتھ اتباع کی ہے۔

اب لفظ احسان قابلِ غور ہے۔ یہاں احسان کس طرح مضمون سے مطابقت کھاتا ہے، یہ بات قابلِ توجہ ہے۔ آپ جب کسی کی پیروی کرتے ہیں تو عام معنوں میں تو احسان نہیں کرتے نہ کہ اس پر ہم نے بڑا احسان کیا۔ اس کی پیروی کی جس کی پیروی کی جاتی ہے وہ محسن ہوا کرتا ہے۔ اور جو پیروی کرتا ہے اس پر اس محسن کا احسان ہوتا ہے تو قرآن کریم جب ظاہری مضامین کو الٹاتا ہے تو وہیں آپ کے قدم رُک جانے چاہئیں اور آپ کو معلوم ہو جانا چاہیئے کہ کوئی بہت ہی عظیم بات بیان فرمائی جا رہی ہے جو عام مضامین سے مختلف ہے۔ فرمایا وہ لوگ جو ان بزرگوں کی یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کے تربیت یافتہ مہاجرین اور انصار کی اداؤں کی نقل کرنے کی کوشش کرتے ہیں یہ وہ لوگ تھے جو سابقون الاولون جنہوں نے آغاز میں اسلام سیکھا اور لمبا عرصہ آنحضورؐ کی تربیت پائی۔ اولون کہہ کر یہ بتا دیا گیا ہے کہ اگرچہ اعراب میں بھی اچھے اچھے پیدا ہوئے مگر ان کا مقابلہ تو نہیں ہو سکتا جنہوں نے آغاز ہی میں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کی اتباع کی اور پھر آپ سے خود براہ راست تربیت پائی اور لمبا عرصہ یہ تربیت پائی ان کی پیروی احسان سے کرنے کا ذکر ہے۔

یہاں احسان کے دو معنی ہیں

ایک احسان کا معنی تو یہ ہے کہ وہ اپنی ذات پر احسان کرتے ہیں کسی اور پر احسان نہیں کرتے وَاتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ یعنی اپنے نفس کو حسین تر بنانے کے لئے، اپنے وجود کو پہلے سے زیادہ خوبصورت بنانے کی خاطر وہ ان کی پیروی کرتے ہیں یہاں پیروی کے مضمون میں اپنے نفس کی تربیت کا مضمون بالارادہ طور پر داخل ہو جاتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ہم خوبصورت نہیں ہو سکتے جب تک ان لوگوں جیسا بننے کی کوشش نہ کریں جس طرح ایک زمانہ میں بعض لوگ کسی کرکٹر کو اپنا ہیرو بنا لیتے ہیں، کوئی کسی ایکٹرس کو بنا لیتے ہیں۔ اور ان کے طریق سیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر وہ کرکٹ کا اچھا بالر ہے تو اس ادا سے BALL کرتے ہیں اگر اچھا بیٹسمین ہے تو اس ادا کے ساتھ بیٹنگ کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی طرح بعض بے وقوف بچیاں جب نئی نئی بڑی ہوتی ہیں تو بعض ایکٹرسوں کو انہوں نے اپنا مقصود اور مطلوب بنایا ہوتا ہے اور انہی کی نقالی کر رہی ہوتی ہیں اور بچے بھی اسی طرح کرتے ہیں۔ چنانچہ مارکیٹیں اس قسم کے کپڑوں وغیرہ سے بھری ہوتی ہیں جن پر کسی نہ کسی مشہور آدمی کا نام ہے کہ وہ اس طرح پہنا کرتا تھا۔ اس رنگ کی چیزیں پسند کرتا تھا۔ تم بھی ایسا ہی کرو تو کس لئے ؟ اس لئے کہ وہ خوبصورت سمجھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم حسین ہو جائیں گے۔ پیروی میں احسان کا مضمون داخل ہے۔ احسان کا مطلب ہے چیز کو اچھا بنانا۔ خوبصورت بنانا۔

پس وَاتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ ان کی پیروی ان کو ماڈل سمجھتے ہوئے کرتے ہیں یہ جانتے ہوئے کہ جتنا ہم ان کے قریب ہوں گے اتنا زیادہ خود خوبصورت اور دلکش ہوتے چلے جائیں گے اور غور کرتے رہتے ہیں کہ انہوں نے کس کس رنگ میں قربانیاں دیں اور پھر ویسے ہی رنگ اختیار کرتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بسا اوقات اپنے خطبات میں صحابہ کی مالی قربانیوں کے تذکرے اس رنگ میں کیا کرتے تھے کہ اس سے بچپن سے ہی لوگوں کے دلوں میں اس قسم کی قربانیاں کرنے کی تمنا پیدا ہو جاتی تھی اور آج کل کے زمانے میں بھی جماعت احمدیہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس مضمون میں نئے رنگ بھرے ہیں اگرچہ اتباع انہی لوگوں کی ہے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ جو نئے رنگ پیدا ہوتے ہیں وہ اس مضمون میں زیادہ دلکشی پیدا کرتے چلے جاتے ہیں لیکن بنیادی ادائیں نہیں بدلتیں۔ ان میں کبھی تبدیلی نہیں آئی جن باتوں کے متعلق خدا نے یہ فرمایا کہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ، وہ بنیادی صفات ہر انسان کی ہر زمانے میں ایک ہی رہتی ہیں۔ یہ مضمون سمجھنے کے لائق ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو پھر قرآن بھی بدلنا ہوگا۔ پھر کوئی کتاب ہمیشہ کے لئے کامل نہیں ہو سکتی مگر چونکہ قرآن کریم دینِ فطرت ہے اس لئے ان فطرتی مضامین کو کھول کھول کر بیان فرماتا ہے جن میں تبدیلی کوئی نہیں۔ لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ کا مضمون ہے چونکہ انسانی فطرت سے ان باتوں کو باندھا گیا ہے اور فطرت میں تبدیلی نہیں ہوتی لیکن اس فطرت کے مظاہر بدلتے رہتے ہیں۔ وہ مختلف رنگ میں اپنے اظہار کرتی ہے تو جب میں کہتا ہوں کہ نئے رنگ بھرے تو میری مراد یہ نہیں کہ انہوں نے نئی ادائیں بنائی ہیں۔ ادائیں وہی ہیں جو محمد رسول اللہؐ اور آپ کے ساتھیوں کی تھیں۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ۔ لیکن ان میں اپنے اپنے انداز کے مطابق اپنی اپنی انفرادی حیثیت کے مطابق نئی قسم کے جذبات اور اظہارات کو داخل کیا ہے اور ایک انفرادیت پیدا کی ہے تو اللہ تعالیٰ نے جہاں احسان کا ذکر فرمایا وہاں یہ مراد ہے کہ ان لوگوں کی پیروی کرکے اپنے اعمال کو حسین سے حسین تر بناتے رہتے ہیں۔

دوسرے مضمون کا تعلق ان لوگوں سے ہے جنکی پیروی کی جاتی ہے۔ وَاتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ۔ احسان کا ایک معنی ہے: بہت ہی زیادہ حسین نیکی: کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم نے سب سے اعلیٰ درجے کی نماز کی جو تعریف فرمائی ہے اُسے احسان قرار دیا ہے اور قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ احسان کا یہ معنی ایک دینی اصطلاح ہے کہ ایسی نیکی جو اپنی ذات میں درجۂ کمال کو پہنچی ہو تو فرمایا کہ وہ ان کی پیروی میں یہ نہیں دیکھتے کہ ان سے کمزوریاں کیا سرزد ہوئیں اور ان کو اپنے لئے نمونہ بنائیں۔ نہ صرف یہ کہ وہ نیکیوں پر نظر رکھتے ہیں، بلکہ نیکیوں میں سے بھی بہترین پر ان کی نگاہ اونچی ہوتی ہے اور وہ ان میں سے جو بہترین ادائیں کرنے والے، خدا کی محبت میں مبتلا، خدا کی محبت میں گرفتار عشاقِ محمد مصطفیٰ ﷺ تھے ان کی پیروی کرتے ہیں ان اداؤں میں جو اُن کے اندر بہترین ہیں اور ان کی ذات میں درجۂ کمال رکھتی ہیں۔ اس مضمون نے ایک پہلو کو ہمیشہ کے لئے مردود فرما دیا یعنی بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے جو اس عہدہ پر تھا اور اس مقام پر تھا اس نے فلاں بدی کی تو ہم نے بھی کر لی تو کیا فرق پڑتا ہے۔ اس کو کیوں نہیں پکڑتے۔ اس مضمون کو اس آیت نے ہمیشہ کے لئے مردود کر دیا ہے۔ فرمایا ہے پیروی کرنے والوں کو ہرگز یہ حق نہیں ہے کہ ادنیٰ کی پیروی کریں چاہے وہ اعلیٰ سے سرزد ہوا ہو۔ ادنیٰ فعل اگر اعلیٰ سے بھی سرزد ہوا ہو تو قرآن تعلیم کے مطابق وہ پیروی کے لائق نہیں رہتا۔ اس لئے اس کا حوالہ دیا ہی نہیں جا سکتا۔ حوالہ دینا ہے اور حوالہ تلاش کرنا ہے تو اپنے لئے حسن کا حوالہ دو اور حسن کا ہی حوالہ تلاش کرو حسن پیدا کرنے کی خاطر کام کرو اور حسن میں جو سب سے اعلیٰ درجے کا حسن ہے اس کی پیروی کرنے کی کوشش کرو۔ فرمایا۔ ان کی جزاء یہ ہے کہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ ان سے خدا ہمیشہ کے لئے راضی ہو گیا۔ و رضوا عنہ اور وہ ہمیشہ کے لئے اللہ سے راضی ہوئے۔ وَاَعَدَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَھَا الْاَنْھٰرُ۔ ان کے لئے خدا نے ایسی جنتیں بنا رکھی ہیں جن میں دائمی نہریں بہتی ہیں اور وہ ہمیشہ ہمیش کے لئے اس میں رہیں گے۔ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ یہ ایک بہت ہی بڑی کامیابی ہے۔

یہ مالی قربانی کی وہ روح ہے جس کا صرف ایک پہلو یہاں بیان ہوا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف پہلوؤں سے مالی قربانی کے نظام کو خدا تعالیٰ نے کھول کھول کر بیان فرمایا ہے اور اس کے حُسن و قبح کو بڑی تفصیل کے ساتھ واضح فرما دیا ہے۔ جماعت احمدیہ میں بعض لوگ اگرچہ چندے ادا کرنے میں دقت محسوس کرتے ہیں اور بعض بوجھ بھی محسوس کرتے ہوں گے مگر چونکہ جبر کا نظام نہیں ہے اور حکومت نہیں ہے اس لئے جب تک وہ اس اندرونی تردد کے باوجود مالی قربانی میں حصہ لے رہے ہیں اُن کے اوپر ہم حرف نہیں رکھ سکتے کیونکہ ان کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ انہوں نے اکراہ کے ساتھ قربانی کی ہے۔ اگرچہ کچھ نہ کچھ جبر کا پہلو ان کے اندر پیدا ہو جاتا ہے اور اس کے آغاز کے وقت انسان کو خوب اچھی طرح خبردار ہونا چاہیئے۔ جن دلوں میں یہ باتیں پیدا ہوتی ہیں ان کا کام ہے کہ خود اپنی نگرانی کریں کیونکہ بیرونی طور پر کوئی ایسا نظام نہیں ہے جیسے یہ

اجازت ہو کہ وہ کسی کو یہ کہہ سکے کہ تم نے جبر کے ساتھ قربانی دی ہے، تمہارے دل میں کراہت تھی۔ یہ کہنے کا کسی کو حق نہیں ہے، سوائے اس کے کہ کوئی کراہت کا اظہار کرتا ہے اور بعض ایسے بدنصیب ہیں جو کر دیتے ہیں۔ ان کے متعلق جب اطلاع ملتی ہے ہمیشہ میں یہی کہتا ہوں کہ ان سے کبھی چندہ نہ لیا جائے کیونکہ نظام جماعت میں کوئی جبر نہیں ہے لیکن جب چندہ لینے والے جاتے ہیں تو بعض کہتے ہیں کہ کیا تم نے مصیبت ڈالی ہے روز آجاتے ہو۔ یہ چندہ، وہ چندہ۔ بعض لوگ تو مجالس لگاتے ہیں اور کہتے ہیں جی

کتنی قسم کے چندے ہو گئے ہیں۔ یہ کیا نظام ہے

ایک سیدھا چندہ عام رکھیں، وصیت رکھیں جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جاری فرمایا۔ یہ آئے دن کے نئے چندے ایجاد کرنے کا کیا موقعہ ہے حالانکہ آئے دن کی ضرورتیں آئے دن کے چندوں سے ہی پوری ہوں گی اور چندہ میں کوئی جبر نہیں ہے۔ خدا کے نام پر اپیل کی جاتی ہے۔ ان لوگوں کے دلوں کو مخاطب کیا جاتا ہے جو پہلے ہی اس تمنا میں رہتے ہیں کہ خدا کی راہ میں قربانی والی کوئی آواز اٹھے اور ہم پھر لبیک کہیں اور پھر اس سے لطف اندوز ہوں تو وہ لوگ جن کے دل میں لازمی چندوں سے کسی قسم کی کراہت پائی جاتی ہے یا طوعی تحریکات میں وہ اپنے دلوں پر بوجھ محسوس کرتے ہیں ان کو اپنا تجزیہ کرنا چاہیئے اور شروع میں ہی اپنی پہچان کر لینی چاہیئے۔ وہ بعض دفعہ اس وجہ سے طوعی چندوں پر اعتراض کرتے ہیں حالانکہ اس میں کسی قسم کا بھی جبر نہیں۔ لازمی چندے میں بھی جبر نہیں ہے لیکن لفظ لازم نے اس کے اندر ایک خاص سنجیدگی پیدا کر دی ہے جس کی وجہ سے انسان سمجھتا ہے کہ یہ چندہ تو دینا ہی دینا ہے لیکن جس کو طوعی کہا جاتا ہے اس کا تو مضمون ہی یہ ہے کہ دینا ہے تو دو، نہیں دینا تو نہ دو، قطعاً کوئی حرف نہیں، کوئی اعتراض نہیں، سلسلہ کے عہدوں کا جہاں تک تعلق ہے ووٹ کا تعلق ہے تمہارے حقوق کا تعلق ہے ایک ذرہ بھی اثر انداز نہیں ہوں گے اگر تم لازمی چندے دے دیتے ہو تو اتنا کافی ہے یعنی اتنا کافی ہے ان معنوں میں کہ تمہارے بنیادی حقوق جو جماعت کے ساتھ وابستہ رہ کر تمہیں ملنے چاہئیں وہ سارے ملیں گے لیکن اس کے باوجود ان کو طوعی چندوں پر اعتراض ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ کراہت کا مضمون داخل ہو چکا ہے اور شروع ہو گیا ہے۔ میں نے اس پر غور کر کے دیکھا ہے کیونکہ مجھے بھی بہت سی جماعتوں میں چندوں سے متعلق جاننے اور تفصیل سے جائزہ لینے کا موقعہ ملا ہے۔ بات یہ ہے کہ ان کو ایک بات سے تکلیف ہوتی ہے کہ دوسرے لوگ جب بڑھ بڑھ کر طوعی چندے دیتے ہیں اور ان کا دل نہیں کھلتا تو ان کو شرمندگی محسوس ہوتی ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ سوسائٹی میں ہمارا مقام ننگا ہو جائیگا اور لوگوں کو پتہ لگے گا کہ یہ تو حصہ نہیں لیتا جبکہ دوسرے لے رہے ہیں۔ یہ لبیک کہنے میں پیچھے ہے تو اس کے نتیجے میں اس پر پردہ ڈالنے کی خاطر وہ فلسفہ بنا لیتے ہیں کہ جی! ہم اس کے قائل ہی نہیں۔ یہ ہے ہی بکواس۔ یہ سارا سسٹم ہی غلط ہے۔ یہ نئی نئی باتوں کے ہم قائل نہیں۔ ہم تو وہی بنیادی چندے کے قائل ہیں۔ آگے کو نہیں بڑھیں گے۔ اگر وہ جماعت میں غلط پروپیگنڈا نہ کریں۔ اپنی خفت مٹانے کے لئے جھوٹے اعتراض نہ بنائیں اور صرف یہ کہہ دیا کریں کہ ہمیں اتنے کی توفیق ہے تو اس پر کوئی حرج نہیں۔ یہ جائز ہے اور اس پر کسی کو حق نہیں کہ ان پر اعتراض کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! مجھے یہ بتائیے کہ دین بنیادی طور پر ہے کیا؟ کیا میں کروں تو میں مسلمان بن جاؤں گا۔ آپ نے کچھ فرائض بتائے اس کے بعد آپ نے نوافل کا مضمون شروع کیا تو اس نے کہا کہ ان کے بغیر دین مکمل نہیں ہوگا؟ کیا میں خدا کے حضور پکڑا جاؤں گا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: نہیں، جو فرائض بتا دیئے ہیں اگر صرف اتنا کرو تو پکڑے نہیں جاتے۔ اس نے کہا: بس میرے لئے بہت کافی ہے۔ مجھے آگے جانے کی ضرورت نہیں۔ آپ نے فرمایا: اگر تم عہد میں سچے ہو تو جاؤ کوئی فکر نہیں لیکن یاد رکھنا چاہیئے، یہ انسانی فطرت کی بات ہے جو صرف فرائض تک رہتے ہیں ان میں کشن (CUSHION) کوئی نہیں ہوتا۔ ان میں ابتلاؤں اور مشکلوں کے وقت جو ٹھوکر سے بچنے کے لئے درمیان کا دبیز حصہ ہے وہ نہیں پایا جاتا۔ جس طرح شیشے کے برتن آپ کسی جگہ بھیجیں اور ایسے کاغذ وغیرہ کے بغیر اس کو بھیج دیں جو باہر کی دیوار اور برتنوں کے درمیان ایک روک بن جاتا ہے تو ان کے ٹوٹنے کا بہت زیادہ احتمال ہے تو اسی طرح انسان کے ایمانیات کی اور اعمال کی حالت ہوتی ہے۔ سنتیں اور نوافل اس کے بنیادی اعمال کی حفاظت کرتے ہیں، اور

اگر کہیں کمزوری واقع ہوتی ہے، کوئی ابتلاء آتا ہے

تو اس کا بوجھ سنتوں اور نوافل کی وہ دیواریں اٹھا لیتی ہیں اور اس کے فرائض قائم رہتے ہیں۔ پس اس شخص نے بہت بڑی بات کی تھی جس نے یہ کہا کہ میرے لئے بہت کافی ہیں۔ اور آپ نے فرمایا کہ ہاں اگر تم اپنے وعدے پر پورے رہتے ہو تو پھر کوئی خطرہ نہیں مگر بہت بڑا اگر ہے۔ کون ہے جو اس وعدے پر پورا رہے اور صرف فرائض تک ٹھہر جائے اور نوافل کے ذریعے فرائض کی حفاظت ضروری نہ سمجھے اور پھر اس میں کامیاب ہو۔ کوئی غیر معمولی انسان ہی ہو سکتا ہے۔ مگر غیر معمولی انسانوں کو تو پھر نوافل کی توفیق بھی ملتی ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے جو مالی نظام جاری فرمایا ہے اس کے مضمون کو سمجھنا چاہیئے۔ وہ لوگ جو نوافل پر بھی اعتراض شروع کر دیتے ہیں ان کا وہ مضمون نہیں ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بات کی تھی۔ وہ ایک سادہ سا انسان تھا۔ اُس نے کھول کر کہا کہ باقیوں کے لئے بے شک ہو مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے میں یہ بحث نہیں کرتا کہ ان کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تو صرف یہ عرض کر رہا ہوں کہ اگر میں وہ زائد باتیں نہ کروں تو میں روحانی لحاظ سے مر جاؤں گا یا زندہ رہوں گا۔ آپ نے فرمایا: تم مرتے نہیں۔ اس نے کہا کہ بس پھر میرے لئے زندگی کے ساتی کافی ہیں۔ مجھے مزید تکلفات کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر جن دانشوروں کی میں بات کر رہا ہوں یہ لوگ اس نفلی نظام پر اعتراض کرتے ہیں اور زبانیں کھولتے ہیں۔ کہتے ہیں یہ کیا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ نئی نئی تحریکیں، نئے نئے قربانیوں کے رستے، یہ ہونا ہی نہیں چاہیئے ہم اس لئے ان سے باز آتے ہیں کہ ہم ان کے قائل ہی نہیں ہیں، ہم ان کو درست ہی نہیں سمجھتے اگر ایسی بات ہے اور کوئی شخص احمدی عوام میں اس قسم کا اظہار رائے کرتا ہے تو وہ فتنہ پرداز ہے۔ اپنی ذات میں وہ بے شک نفلی چندہ نہ دے۔ اگر وہ فرضی چندہ بھی نہ دے تو احمدی پھر بھی رہتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ اس کا اتنا نقصان ہوگا کہ ووٹ کے نظام میں وہ شامل نہیں ہوگا۔ نہ ووٹ دے سکے گا نہ عہدیدار بن سکے گا۔ اور چھٹی۔ اور اس کو مصیبت سے رہائی۔ اس کو کیا فرق پڑتا ہے لیکن جب وہ سلسلے کے کسی نظام سے متعلق باتیں کریگا تو وہ پھر منافق ہے۔ اس سے لازمی چندے بھی نہیں لینا چاہیئے اور جہاں کوئی ایسا شخص ہے جو یہ کہتا ہے کہ نظام جماعت میں فلاں فلاں چندے اضافہ ہو گئے، ہم اس کے قائل ہی نہیں ہیں تو میری طرف سے نظام جماعت کو اجازت ہے کہ اسکو کہہ دیں کہ تم بے شک اب اپنے چندے نہ دو۔ ہمیں تمہارے مال کی ضرورت نہیں ہے۔ نظام جماعت میں جو مالی حصہ ہے یہ اس پہلو سے بہت ہی مقدس ہے کہ اسکی تمام تر جڑیں مومنوں کے اعلیٰ اعتقادات میں ہیں اور گہرے پر خلوص قلبی جذبات میں ہیں۔ یہ کوئی ٹیکسیشن کا نظام نہیں ہے۔ اگر اس درخت پر زلزلہ آتا ہے تو دماغ میں اعتقادات کی جو جڑیں ہیں ان پر بھی زلزلہ آتا ہے اور دل میں پر خلوص جذبات کے اندر جو یہ جڑیں گڑی ہوئی ہیں ان پر بھی زلزلہ آتا ہے، وہ بھی اکھڑتی ہیں اور یہ نہیں ہو سکتا کہ درخت کا اوپر کا حصہ ہی جھولتا رہے اور جڑوں کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ بعض دفعہ جڑوں کی بیماریاں اوپر چلی جاتی ہیں، بعض دفعہ اوپر کے ابتلا نیچے داخل ہو جاتے ہیں۔ مگر جماعت کا مالی نظام بہت ہی مقدس نظام ہے۔ اس کا تعلق گہرے غیر متزلزل اعتقادات سے بھی ہے اور بہت ہی پر خلوص محبت کے جذبات سے بھی ہے۔ ہمیں اس نظام کی ہر حال ہر قیمت پر حفاظت کرنی ہے اور اگر کوئی اس کے اوپر پورا نہیں اترتا تو جماعت کے مالی نظام کو ذرہ بھی نقصان نہیں ہوگا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہزار بھی ایسے افراد ہوں کتنے ہی امیر ہوں۔ اگر وہ ناقدری کی وجہ سے جماعت کے مالی نظام میں حصہ لینے سے محروم ہو جاتے ہیں تو خدا تعالیٰ جماعت کی ضروریات میں کبھی کمی نہیں کریگا، نہ آج تک ہوئی ہے۔

اس ضمن میں ایک اور بہت ہی ضروری سمجھانے والی بات یہ ہے کہ جب ہم خدا کی راہ میں خدا کی مرضی کی خاطر چندہ دے بیٹھے اور قربت پیش نظر ہے یا امام کی دعائیں پیش نظر ہیں تو سودا تو نقد نقد پورا ہو گیا۔ جس خاطر سودا کیا تھا تمہیں قیمت مل گئی۔ اس کے بعد تمہارا یہ حق نہیں رہتا کہ ہماری جماعت نے اتنا چندہ دیا ہے اس لئے ہماری جماعت پہ اتنا خرچ کیا جائے۔ ہمارے ملک نے اتنا چندہ دیا ہے اس کو کسی اور ملک پر خرچ نہ کیا جائے۔ مجلس شوریٰ کے ذریعے بجٹ بنانے کا جو یہ نظام ہے یہ بھی ایک طوعی نظام ہے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں یہ بھی نہیں تھا۔ قرآن کی مالی قربانی کی روح یہ ہے کہ چونکہ تم خدا کی خاطر خدا کے نمائندے کے سپرد مال کرتے ہو جس پر تمہیں کامل اعتماد ہے اس لئے جب تک یہ اعتماد قائم ہے تمہارا دل پوری طرح مطمئن ہوگا کہ جو کچھ ہم نے دیا ہے اور جس غرض کے لئے دیا ہے وہیں خرچ ہوگا لیکن غرضوں کی تعین کرنے میں تم کوئی حصہ نہیں لوگے۔ یہ شرط نہیں ہے کہ تم یہ بتاؤ کہ اس کو فلاں جگہ ضرور خرچ کیا جائے، یہ اور بات ہے۔ اور ایک اور بات ہے جسکی میں یہاں وضاحت کر دوں تاکہ بعض دوست غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔ وہ چندے جو بالعموم خدا کے نام پر دیئے جاتے ہیں ان کے تحت کی میں بات کر رہا ہوں۔ بعض مخصوص تحریکات ہوتی ہیں۔ مثلاً روس کے لئے ہے افریقہ کے لئے ہے۔ افریقہ کے بھوکوں کے لئے امداد کی تحریک ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ قرآن کریم کی اشاعت کی تحریک ہے۔ مساجد کی تعمیر کی تحریک ہے۔ ان میں چندہ دینے والا

ایک غرض کے ساتھ چندہ دیتا ہے اور وہاں جماعت کا فرض ہے کہ اس غرض کے ساتھ اس چندے کے خرچ کو مشروط رکھے اور یہی جماعت کرتی ہے لیکن یہ اپنی ذات میں کوئی بری بات نہیں۔ جب غرض کے لئے کوئی انسان کہتا ہے۔ میں عام چندہ بھی دوں گا اور زائد میں یہ فلاں غرض کے لئے دینا چاہتا ہوں اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے لیکن بعض دفعہ بعض لوگ بعض ایسی شرطیں عائد کر دیتے ہیں کہ اس کو اس طرح تقسیم کیا جائے۔ اس طرح خرچ کیا جائے۔ اس طرح اس کی حفاظت کی جائے۔ ان لوگوں کو میں کہتا ہوں کہ پھر تم خود کرو، میں تو نہیں قبول کروں گا۔

اگر تمہیں نظام جماعت پر اعتماد ہے ۔

تو شوق سے یہ رقم نظام جماعت کے سپرد کر دو۔ مقصد بتا دو اور اس مقصد کے بتانے کے بعد مطمئن رہو کبھی دل میں وہم پیدا ہو تو بے شک پوچھ بھی لو کہ اس پر خرچ ہوا کہ نہیں۔ تمہیں بتایا جائیگا لیکن یہ کہ باریکیاں بتاؤ کہ اس تفصیل سے اس طرح طے کریں۔ یہ نظام مقرر کیا جائے یہ نہیں ہو سکتا لیکن میں آپ کو یہ سمجھا رہا ہوں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے زمانے میں لوگ چندہ دیتے تھے اور اس بات کا کبھی تذکرہ نہیں کرتے تھے کہ فلاں جگہ فلاں طریق پر خرچ کیا جائے۔ یہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم یا آپ کے نمائندوں کا کام تھا کہ جسطرح چاہیں اس کو خرچ کرتے تھے لیکن خرچ انہی جگہوں پر ہوتا تھا جو دین کی اغراض ہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں بھی یہی طریق جاری رہا۔ انجمن بن بھی گئی تب بھی کوئی مجلس شوریٰ قائم نہیں تھی اور انجمن کے سپرد کر دیا جاتا تھا۔ انجمن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہدایات تھیں کہ ان ہدایات کے تابع خرچ کرو لیکن کبھی کسی چندے والے نے یہ نہیں کہا یا کسی جماعت نے یہ نہیں کہا کہ ہم نے اتنا چندہ دیا ہے اور تم لوگ اتنا فلاں جگہ خرچ کر رہے ہو اور ہم پر کم کر رہے ہو۔ یہ ایک ایسا جاہلانہ اور باطل خیال ہے جسکے ساتھ چندوں کی روح برباد ہو جاتی ہے۔ اول تو جیسا کہ میں نے کہا جب چندہ خدا کی قربت کی خاطر یا امام کی دعائیں لینے کے لئے دیا۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی دعائیں لینے کیلئے دیا۔ امام تو بیچ میں ان معنوں میں کہہ دیتا ہوں کہ آپ کی غلامی میں یہ مضمون بعد میں بھی جاری رہتا ہے لیکن وہ اصل صلوات محمد رسول اللہ ﷺ کی ہیں جو آج بھی ان لوگوں کو پہنچتی رہیں گی کیونکہ آپکا زمانہ جاری ہے اور آپ نے ہر زمانہ کے مخلصین کیلئے دعائیں کی ہیں اس لیے اتنے بڑے مقصد کو پا لینے کے لئے جسکے جواب میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ الا انها قربة لهم کہ دیکھو دیکھو ان کو تو قربت عطا ہو چکی ہے۔ اسکے بعد وہ یہ سوچیں کہ ادنیٰ بات بھی اس سے کچھ کمائی کریں اور یہ دیکھیں کہ کہاں خرچ ہوا کتنا خرچ ہوا اور ہمارے اوپر کیوں اتنا خرچ نہیں ہوا۔ یہ ایسے فتنے ہیں جنہیں کبھی جماعت میں قبول نہیں کیا جائیگا اور داخل نہیں ہونے دیا جائیگا۔ ایسے لوگوں کو میں کہہ دیتا ہوں کہ تم اپنے روپے اپنے پاس رکھو۔ یہ جہنم میں پھینکنے کے قابل تو ہیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت ان سے استفادہ نہیں کر سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مالی قربانی کی جو جنت مسلمانوں کو عطا کی ہے یہ روپیہ اسمیں داخل ہونے کے لائق نہیں ٹھہرتا۔ اس قسم کے بیہودہ بے وقوفی والے فتنے کئی دفعہ پیدا ہوتے ہیں۔ ابھی حال ہی میں ایک جگہ پیدا ہوا ہے اور میں نے انکو یہی کہلا بھیجا ہے کہ تم تمہاری ساری عاملہ تمہارے سارے چندہ دینے والے ایک آنا بھی سلسلہ کو نہ دو کیونکہ میرے نزدیک اگر ان خیالات کیساتھ چندہ دینا ہے تو مردود چندہ ہے۔ ایسے چندے کے اوپر جماعت تھوکتی بھی نہیں ہے تم اور تمہارے جیسے لوگ جہاں چاہیں ان ریوں کو پھینکیں جماعت انسے کبھی کچھ قبول نہیں کرے گی وہ لوگ جنہوں نے قادیان میں قربانیاں دی تھیں وہ غریب مولوی جنکا وظیفوں پر گزارہ تھا۔ اور ان وظیفوں سے بچا بچا کر چندے دیتی تھیں ان کے چندے یہاں مسجد فضل پر خرچ ہوئے ہیں۔ ایک ایسا بھی دور تھا کہ جب عورتوں نے قربانیاں دیں تو یہاں چندے خرچ ہوئے اور کبھی کسی عورت نے مڑ کر نہیں پوچھا کہ ہم غریب، ہم فاقہ زدہ، ہم کمزور لوگ لیکن تم اس غلام ملک کی اتنی قربانیوں کے چندے اٹھا اٹھا کر اس امیر ملک میں خرچ کر رہے ہو جو تمام دنیا کی دولتیں سمیٹ رہا ہے۔ اشارۃً بھی کبھی کسی نے یہ سوال نہیں اٹھایا جس نظام پر اعتماد ہے جس خلافت سے وابستگی اختیار کی ہے اس کے ساتھ تعلقات تو کامل اعتماد پر چلتے ہیں۔ جہاں اعتماد ختم وہاں چندوں کا نظام ہی ختم ہو گیا۔ وہاں یہ تعلق ہی قائم نہیں رہا کہ اس مالی نظام میں بھی قرآن کریم نے دنیا کا بہترین مالی نظام ہمارے سامنے رکھا ہے تفصیل کیساتھ ہمیں اسکے حسن و قبح کو سمجھا دیا ہے ان خطرات کی نشاندہی کر دی ہے جنمیں بعض لوگ مبتلا ہو جاتے ہیں۔ وہ نمونے قائم فرما دیئے ہیں جن نمونوں کو دائمی قرار دیا اور فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جنکی بعد میں آنیوالے قیامت تک پیروی کرتے رہیں گے اور قیامت تک انکا فیض اٹھاتے رہیں گے اس کے بعد جماعت احمدیہ میں بعض جاہلوں کا اس قسم کے فتنے اٹھانا ہرگز قابل قبول نہیں ہے۔ میں جیسا کہ بیان کر چکا ہوں ان کے چندوں کی ایک کوڑی کی بھی قیمت نہیں ہے یہ سارے اپنے چندے لیکر جہاں چاہیں بھاگ جائیں سلسلے کو ان کی ضرورت نہیں ہے اور ان کے جانے سے برکت ہوگی انکے داخل رہنے سے برکت نہیں ہوگی مگر میں جانتا ہوں کہ سلسلے کی بھاری اکثریت سے بھی زیادہ بھاری اکثریت اللہ تعالیٰ کے فضل سے مالی قربانی میں حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کی یاد کو تازہ کرنے والی جماعت ہے۔ آپ کی رسموں کو زندہ کرنے والی جماعت ہے آپکی اداؤں کو اپنانے والی جماعت ہے جو انہیں قدموں کو چومتی ہوئی آگے بڑھ رہی ہے جن قدموں کے نشان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اپنے پیچھے چھوڑے تھے۔ خدا کرے کہ ہم قیامت تک اسی مالی نظام کو زندہ رکھیں جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے زمانہ میں نازل ہوا اور وہ نظام ہے جو ہمیں زندگی بخشے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

~~~

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

روح پرور پیغام

بر موقعہ بارھواں سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت اکتوبر ۱۹۹۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیارے انصار بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘۔

مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ مجلس انصار اللہ بھارت ۱۶ اور ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۱ء کو اپنا سالانہ اجتماع منعقد کر رہی ہے۔ آپ کے صدر صاحب نے اس موقع پر مجھ سے پیغام بھجوانے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ دراصل میرے پیغام سے اہم وہ پیغام ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم کی صورت میں دیا ہے قرآن کریم کو صحیح تلفظ اور معنی سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کریں تا اس الٰہی نعمت سے فائدہ اٹھا سکیں۔ اس سلسلہ میں میں نے گذشتہ نومبر میں ایک سرکلر کے ذریعہ آپ لوگوں کو توجہ دلائی تھی کہ آپ اپنی مجالس میں تعلیم القرآن کا انتظام کریں جس میں ناظرہ اور باترجمہ قرآن کریم پڑھانے کا بندوبست کیا جائے اور ساتھ ہی یہ ہدایت دی تھی کہ اس سلسلہ میں مجھے ماہوار رپورٹ بھیجتے رہیں

میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ میری ہدایات پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو قرآن کریم کے فضائل اور برکات سے نوازے (آمین)

اللہ تعالیٰ آپ کے اس اجتماع کو ہر طرح سے مبارک کرے اور آپ کو نیک مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین

والسلام
خاکسار مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

بصیرت افروز پیغام

بر موقعہ چودھواں سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بھارت اکتوبر ۹۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیارے بھائیو اور بچو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘

آپ کے سالانہ اجتماع کے انعقاد کی خبر سن کر بہت خوشی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت فرمائے۔ اور اس میں شامل ہونے والے تمام عزیز اپنی اوقات کو عمدہ طور پر نیک باتیں سننے اور یادِ خدا میں گزارنے کی توفیق پائیں۔

نئی نسل کی تربیت کے مسائل ہر جگہ دنیا میں موجود ہیں۔ ہندوستان میں بھی پیدا ہو رہے ہیں اور ہندوستان کی مختلف جماعتوں سے بعض بگڑے ہوئے نوجوانوں کے متعلق اطلاعیں ملتی ہیں تو میرے لئے بہت تکلیف کا موجب بنتی ہیں۔ مجلس خدام الاحمدیہ کو اس طرف خصوصیت سے توجہ دینی چاہیئے اس کے لئے۔ اصلاحی کمیٹیاں ہونی چاہئیں جو ایسے نوجوانوں پر خصوصی نظر رکھیں جو تربیتی لحاظ سے کمزور ہیں اور محبت اور پیار سے انہیں ساتھ ملا کر ان کی اصلاح کے لئے کوشش کریں تاکہ نیکی اور تقویٰ کی رغبت ان کے دل میں پیدا
~~~

ہو اور وہ ہمیشہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پاکیزہ نصیحت کے مطابق اپنی زندگیاں بسر کرنے لگیں۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

"سچی معرفت اسی کا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشئی محض سمجھے۔ اور آستانۂ الوہیت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کو طلب کرے۔ اور اس نور معرفت کو مانگے جو جذبات نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لئے قوت اور حرارت پیدا کرتا ہے۔ پھر اگر اس کے فضل سے اس کو حصہ مل جاوے اور کسی وقت کسی قسم کا بسط اور شرح صدر حاصل ہو جائے تو اس پر تکبر اور ناز نہ کرے بلکہ اس کی فروتنی اور انکسار میں اور بھی ترقی ہو۔ کیونکہ جس قدر وہ اپنے آپ کو لاشئی سمجھے گا اسی قدر کیفیات اور انوار خدا تعالیٰ سے اتریں گے جو اس کو روشنی اور قوت پہنچائیں گے۔ اگر انسان یہ عقیدہ رکھے گا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی اخلاقی حالت عمدہ ہو جائے گی ...... میں یہ سب باتیں بار بار اس لئے کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا میں گم ہو چکی ہے اور وہ حقیقی تقویٰ و طہارت جو اس زمانہ میں پائی نہیں جاتی۔ اسے دوبارہ قائم کرے۔"

(ملفوظات جلد ۶ ص ۲۷ و ص ۲۸)

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق دے اور آپ سب کی نیکی اور تقویٰ کی خبریں اس کثرت سے مجھے ملنے لگیں کہ جن سے میری آنکھیں آپ سب کی طرف سے ہمیشہ ٹھنڈی رہیں۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو اور اپنی دائمی رضا کی راہوں پر آپ سب کو چلائے۔

والسلام

خاکسار مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

روح پرور پیغام

بر موقعہ چھٹا سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ بھارت ۱۹۹۱ء

پیاری بہنو اور عزیز بچیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

مجھے یہ معلوم کر کے بے حد خوشی ہوئی ہے کہ لجنہ اماء اللہ بھارت ۱۸ تا ۲۰ راکتوبر ۱۹۹۱ء کو اپنا چھٹا سالانہ اجتماع منعقد کر رہی ہے۔ میری دعا ہے کہ یہ اجتماع ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب ہو۔ اور وہ تمام بہنیں اور بچیاں جو اس دینی اجتماع میں شامل ہو رہی ہیں وہ اس نیک پروگراموں سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے دینی علم، معرفت الٰہی اور روحانیت میں ترقی کریں اور خیر و برکت سے اپنی جھولیاں بھر کر اپنے گھروں کو واپس لوٹیں۔ نیز وہ بہنیں اور بچیاں جو باوجود شدید خواہش کے کسی مجبوری کے تحت اس بابرکت موقع پر حاضر نہیں ہو سکیں اللہ تعالیٰ ان سب کو بھی اپنے فضلوں سے نوازے۔ آمین

قبل ازیں بھی میں بار بار توجہ دلا چکا ہوں کہ آئندہ نسلوں کی بہترین تربیت کا سب سے عمدہ ذریعہ یہ ہے کہ ان کو نمازوں کی عادت ڈالی جائے نیز اس کے مطالب اور معنی کی طرف ان کی راہنمائی کی جائے تاکہ اس ذریعہ سے وہ عرفانِ الٰہی تک پہنچ سکیں۔ مجھے جو رپورٹیں موصول ہوتی رہی ہیں ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ماشاء اللہ بھارت کی لجنات میں بہت بیداری پائی جاتی ہے جو کہ بہت خوش کن ہے الحمد للہ۔ اس نیک کام کو جاری رکھیں اور اپنے بچوں کو قرآن مجید کی صحیح تلاوت اور اس کے ترجمہ کی طرف بھی توجہ دلائیں یہ کام بھی اگر بچپن سے ہی شروع کروایا جائے تو اس کے اثرات دیر پا ہوتے ہیں۔ اس غرض سے جماعت نے جو کیسٹس تیار کروائی ہیں ان سے بھی استفادہ کریں اور بچوں میں یہ جذبہ اجاگر کرنے کی کوشش کریں کہ وہ قرآن مجید کی صحیح تلاوت اور اس کے معنی پر غور کرتے ہوئے اس کے اندر پنہاں روحانی اور علمی جواہرات سے اپنے قلب و روح کو مزین کریں۔ اور آنکھوں کو روحانی ٹھنڈک پہنچائیں۔ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کی کوششوں کو بار آور ثابت فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار: مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع

حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا العالی صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا

بصیرت افروز پیغام

بر موقعہ چھٹا سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ بھارت منعقدہ ۱۸ تا ۲۰ راکتوبر ۱۹۹۱ء

مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ بھارت و حاضرات جلسہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ بھارت نے خواہش ظاہر کی کہ میں آپ کے سالانہ اجتماع میں بذریعہ پیغام شرکت کروں۔ سو انکی خواہش کو پورا کرتے ہوئے چند باتیں آپ سے کرنا چاہتی ہوں۔

آپ خوش قسمت ہیں کہ آپکا اجتماع اس سرزمین پر ہو رہا ہے اور بہت سی آپ میں سے وہاں رہتی بھی ہیں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں کے مطابق حضرت مہدی علیہ السلام پیدا ہوئے اور جہاں آپ نے اپنی ساری زندگی گزاری آپ فرماتے ہیں

"انبیاء علیہم السلام کے دنیا میں آنے کی سب سے بڑی غرض اور ان کی تعلیم اور تبلیغ کا عظیم الشان مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کو شناخت کریں اور اس زندگی سے جو انہیں جہنم اور ہلاکت کی طرف لے جاتی ہے اور جس کو گناہ آلود زندگی کہتے ہیں نجات پائیں۔ حقیقت میں یہی بڑا بھاری مقصد ان کے آگے ہوتا ہے۔ پس اس وقت بھی جو خدا تعالیٰ نے ایک سلسلہ قائم کیا ہے اور اس نے مجھے مبعوث فرمایا ہے تو میرے آنے کی غرض بھی وہی مشترک غرض ہے جو سب نبیوں کی تھی۔ یعنی میں بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کیا ہے؟ بلکہ دکھانا چاہتا ہوں اور گناہ سے بچنے کی راہ کی طرف راہبری کرتا ہوں۔"

(ملفوظات جلد سوم ص ۱۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جنہوں نے مانا آپ کی صحبت میں رہے دنیا نے حیرت سے دیکھا کہ ان کی زندگیوں میں ایک انقلاب آیا جس نے ان کو یکسر بدل کر رکھ دیا۔ ان کے دلوں سے دنیا کی محبت مٹ گئی صرف اللہ تعالیٰ کا پیار اور اس کی راہ میں قربانی دینے کا جذبہ رہ گیا۔ کیوں؟ محض اس لئے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کو شناخت کر لیا اور وہ دولت حاصل کر لی جس کے سامنے سب دولتیں ہیچ ہیں انہوں نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا کہ ہر قدم پر اللہ تعالیٰ کی نصرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کے ساتھ ہے اللہ تعالیٰ نے ہر اس ہاتھ کو کاٹ دیا۔ جو آپ کی طرف بڑھا اور ہر وہ سر جو تکبر سے آپ کے خلاف اٹھا اسے جھکا دیا گیا۔ تاریخ احمدیت ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ قدم قدم پر نشانات ظاہر ہوئے جو آپ کی روحانی فتح خدا تعالیٰ کی نصرت، اور پیار نے آپ کے اللہ تعالیٰ سے تعلق کو ظاہر کیا اور آپ کے ماننے والوں نے بھی آپ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کو شناخت کیا۔

آج الٰہی برکات اور نصرت الٰہی کا ظہور خلافت جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے جاری ہے احمدیہ جماعت نے ایک سو سال لگاتار نشانات دیکھے ہیں اور نصرت الٰہی کے نظارے کئے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے اور نصرت حاصل کرنے کا بھی تقاضا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا حکم مانیں اور اس کی مکمل اطاعت کریں جبکہ خود قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ

(باقی [illegible])

حضرت سیٹھ محمد غوث صاحب رضی اللہ عنہ

از مکرم جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی

حضرت سیٹھ محمد غوث صاحب رضی اللہ عنہ کا انتقال ۲۸ فروری ۱۹۲۷ء کو بعمر قریباً ۔۔ سال ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ میں نے ۱۹۳۲ء میں ان کی زندگی کے مختصر حالات لکھنے کا ارادہ کیا تھا مگر مشیت ایزدی نے مجھے موقعہ نہ دیا کہ میں اس کی تکمیل کرسکوں۔ چنانچہ اب پندرہ برس بعد جب ان کی وفات ہوئی۔ تو میں نے چاہا کہ سر دست ایک مختصر تذکرہ اِن کا اس محبت اور اخلاص کے شکریہ میں جو وہ خاکسار سے محض للہ رکھتے تھے شائع کرکے اذکروا موتاکم بالخیر کے ارشاد نبوی پر عمل کی توفیق پاؤں۔

میں ایک عرصہ سے اخبار میں کچھ نہیں لکھتا۔ ورنہ میرا یہ دستور تھا کہ قریباً ہر اس مرنے والے بھائی کا تذکرہ لکھ دیتا جو سلسلہ میں اپنے اخلاص و وفا کے لحاظ سے اپنی زندگی دوسروں کیلئے قابل نمونہ رکھتا ہوتا۔ لیکن اب کچھ تو وجہ اپنی پیرانہ سالی اور اعصابی ضعف کی وجہ سے اور کچھ بعض دوسرے علائق نے مجھے کوتاہ قلم کر دیا ہے۔

حضرت سیٹھ محمد غوث صاحب کی وفات نے میرے دل و دماغ میں پھر ایک تحریک کی اور میں مختصر تذکرہ لکھ رہا ہوں اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو حضرت سیٹھ حسن صاحب رضی اللہ عنہ اور سیٹھ محمد غوث صاحب کے کسی قدر تفصیلی حالات جداگانہ بھی میں شائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں اس لئے کہ ان حضرات کی زندگیاں اپنے اندر بہت سے سبق رکھتی ہیں۔

ابتدائی حالات!

سیٹھ محمد غوث صاحب ایک تجارت پیشہ خاندان میں پیدا ہوئے تھے۔ اور خاندانی روایات اور دوسرے حالات سے ظاہر ہوتا ہے کسی دور کے زمانہ میں ان کے بزرگ عرب سے ہی آئے تھے۔ اور اقوام کے عروج و زوال کے مختلف دوروں سے گزرتے ہوئے ایک تاجر خاندان کی حیثیت سے ریاست حیدر آباد میں مقیم ہوگئے۔ سیٹھ غوث صاحب حضرت سیٹھ حسن صاحب احمدی رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی تھے۔ حضرت سیٹھ حسن احمدی اس خاندان کے سلسلہ احمدیہ کے آدم تھے۔ سیٹھ غوث صاحب نے اپنی آنکھیں اس دنیا میں ایک یتیم کی حیثیت سے کھولی تھیں ان کے تایا نے اپنے بیٹے کی طرح ان کو رکھا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو فطرت سلیم اور ہمت بلند دی تھی۔ ان میں صحابہ کا ایک رنگ تھا کہ وہ کسی دوسرے پر کسی طرح بھی بوجھ ہونا نہیں چاہتے تھے۔ اس لئے وہ ابھی بلوغ کو بھی نہ پہنچے تھے کہ یادگیر سے چل کر حیدر آباد آئے اور محلہ حسینی علم میں رہے (ان ایام میں یادگیر کے بہت سے لوگ رہتے تھے) مقیم ہوئے۔ ایک بے زر نوجوان حیدر آباد میں آیا بے شک اس کے پاس چاندی سونے کے سکے نہ تھے۔ مگر وہ اس گراں بہا دولت کا مالک تھا جس کے ہوتے ہوئے کوئی آدمی بے زر نہیں رہ سکتا۔ وہ تھی ہمت بلند۔ جفاکشی کا جذبہ۔ مستقل مزاجی خودداری ایک تاجر نے جو ان کے خاندان سے ناواقف نہ تھا۔ ان کو اپنے پاس جگہ دی۔ سیٹھ محمد غوث صاحب جو ان ایام میں تیرہ برس کا ایک بچہ تھا۔ یہ پسند نہ کیا۔ کہ ان پر بار ہوں اس لئے ان کے چھوٹے موٹے کام کاج کرنے میں انہوں نے عار نہ سمجھا۔ اس کا معاوضہ بجز اس کے کچھ نہ تھا کہ آپ کھانا کھا لیتے۔ اور سر رکھنے کو جگہ تھی۔ وہ تاجر بھی خودغرض انسان نہ تھا۔ اُس نے دو ہفتے کے بعد سیٹھ صاحب سے کہا کہ آپ تاجر خاندان کے فرد ہیں میری غیرت پسند نہیں کرتی کہ میں اس طرح پر اپنے خانگی کاروبار کے لئے رکھوں آپ اپنا انتظام کریں۔ سیٹھ صاحب تو خود اسی ادھیڑ بن میں تھے۔ وہ آمادہ ہوگئے اور خدا تعالےٰ نے سامان پیدا کر دیئے۔ اس تاجر نے ان کو کہا کہ آپ گیس کے تیل کا ایک ٹین لے کر پھر کر فروخت کرو۔ قیمت مجھے دیدینا نفع تم لے لینا۔ چنانچہ انہوں نے یہ کام شروع کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس میں برکت دی۔ ایسی برکت کہ کل تک جو چھوکرا گلیوں میں پھر کر مٹی کا تیل فروخت کرتا تھا وہ بالآخر حیدر آباد میں مٹی کے تیل کا بادشاہ بن گیا۔ یہ ابتدا تھی اس کمپنی کی جو آج اعظم معین الدین کے نام سے حیدر آباد میں تیل کی سپلائی کرتی ہے۔ اس مختصر تذکرہ میں میں تفصیلات میں جانا نہیں چاہتا۔ وہ تفصیلی تذکرہ میں ہونگی یہ واقعہ میں نے اس مقصد سے لکھا ہے کہ سلسلہ کے نوجوانوں کو توجہ دلاؤں کہ وہ آپ اپنی روزی پیدا کرنے کے لئے کسی کام کو عار نہ سمجھیں اور ہمت بلند رکھیں۔ صحابہ کی زندگیوں میں یہ حیرت انگیز نظارے نظر آتے ہیں۔

مکی زندگی کے سابقون الاوّلین (رضوان اللہ علیہم اجمعین) میں جماعت کا بڑا حصہ ان لوگوں کا تھا جو غلامی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ مگر یہ وہ غلام تھے۔ جن کے ایمان و اخلاص ایثار و وفا پر دنیا کی آزادیاں اور سلطنتیں قربان کی جاسکتی ہیں۔ اور آج اسلامی دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا بادشاہ بھی اُن کا نام ادب و احترام سے لینا اپنا فرض سمجھتا ہے۔

مدنی زندگی میں جب ہجرت کرکے آنے لگے تو وہ اپنی روزی آپ پیدا کرنے کا جذبہ رکھتے تھے۔ کوئی گھاس کاٹ کر لاتا۔ کوئی لکڑیاں لے کر بیچتا۔ آج اِن پیشوں کا نام گھسیارے اور لکڑ ہارے رکھا جاتا ہے مگر یہ وہ لوگ تھے۔ جن کی اس مجاہدانہ زندگی نے انہیں تاج و تخت کا وارث کر دیا۔

ذوق سخن مجھے دوسری طرف لے گیا۔ سیٹھ غوث کی زندگی میں یہی روح نظر آتی ہے۔ انہوں نے کسی پر بار ہونا پسند نہ کیا اور نہ کسی محنت سے عار کیا۔ اور اس کا پھل انہوں نے اپنی زندگی میں دیکھا۔ اور اس پھل کے دائمی ثمرات اب وفات کے بعد اُن کی اولاد اس دنیا میں اور وہ اس دوسرے جہان میں چکھ رہے ہوں گے۔

حصول علم کا جذبہ

ظاہر ہے کہ سیٹھ غوث صاحب دُنیا میں آتے ہی یتیم ہوگئے۔ اور تھوڑے عرصہ بعد والدہ کا بھی انتقال ہو چکا تھا۔ ملک میں تعلیمی شوق مفقود ہو چکا تھا۔ اور انہیں ہوش سنبھالتے ہی اپنی معاش کی فکر کرنی پڑی۔ ایسا موقعہ انہیں میسر نہ آیا کہ وہ تعلیم حاصل کرتے۔ لیکن ان میں یہ جذبہ موجود تھا۔ جس طرح حصول معاش کے لئے انہوں نے اپنے نفس پر اعتماد کیا۔ اور محنت سے جی نہ چُرایا۔ حصول علم کے لئے بھی اپنی سمجھ کے موافق پوری کوشش کی۔ وہ دن بھر تو اپنے اس تجارتی دھندے میں مصروف رہتے اور رات کو بازار کی روشنی میں لکھتے پڑھتے۔ لوگوں سے ایک ایک سبق لیتے اور اسے یاد کرتے آج جب کہ حصول علم کے ذرائع عام ہیں۔ اور ہر قسم کی آسانیاں حاصل ہیں۔ یہ تصوّر میں بھی نہیں آسکتا کہ کس طرح پر ایک نوجوان سر راہ کی روشنی میں کھڑا ہوا راہ روں سے سبق لے رہا ہے۔ مگر یہ واقعہ ہے۔ اور اس کے بیان کرنے میں میرے دل میں سیٹھ غوث کے لئے عزّت و احترام کے جذبات میں اضافہ ہو جاتا ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحصیل علم ہر مسلم اور مسلمہ کا فرض ہے۔ آپ اس فرض کی تکمیل کے لئے دن بھر کی محنت اور کوفت کے بعد بھی آرام کو قربان کرتے ہیں۔ اس لئے کچھ عرصہ میں انہوں نے اپنی ضرورت کے موافق لکھنا پڑھنا اور حساب کتاب سیکھ لیا۔

یہ دوسرا واقعہ ہے۔ جو اُن کی ہمت بلند اور طلب صادق اور سلیم درستی کا مظاہرہ کرتا ہے۔

غرض اس طرح پر ان کے دن رات بسر ہوتے تھے۔ اپنی کاروباری زندگی میں ایک خوش معاملہ تاجر تھے۔ تاجرانہ ہیچ پیچ سے نفرت تھی۔ وہ تجارت کی کامیابی کا سارا مدار معاملہ کی صفائی اور دیانت سمجھتے تھے۔ اور اس کے لئے محنت اور جفاکشی ضروری یقین کرتے تھے۔

اس مختصر تذکرہ کا اصل موضوع تو ان کی احمدیت میں زندگی کا دستور العمل ہے اس لئے دوسرے واقعات اور حالات کو تذکرہ غوثیہ کے لئے چھوڑ کر میں احمدیت کے متعلق ابتدائی تحریک کا ذکر کرتا ہوں۔

حضرت سیٹھ محمد غوث صاحب اب تک پھیری پھر کر تجارت کرنے والے نوجوان کی حیثیت سے بہت آگے نکل چکے تھے۔ اور متاہل زندگی رکھتے تھے۔ جیسا کہ میں نے اوپر کہا ہے۔

حضرت سیٹھ حسن احمدی رضی اللہ عنہ اس خاندان کے احمدیت میں آدم ہیں۔

وہ احمدی ہو چکے تھے اور حضرت سیٹھ صاحب نے بھی ان کے ذریعے گھر میں اور حیدرآباد میں احمدیت کے شیوع کی وجہ سے شہر میں سلسلہ احمدیہ کا ذکر سنا۔ اس نئے دعوے کو سن کر قدرتی طور پر انہیں تعجب تو ہوا کہ آباؤ اجداد اور عام مسلمانوں میں متعارف عقیدہ کے خلاف ایک آواز پنجاب سے بلند ہوئی ہے۔ اور اس آواز پر بعض لوگ لبیک بھی کہہ رہے ہیں۔ اور مخالفت کا طوفان بھی اُٹھ رہا ہے یہ بالکل الگ تھلگ رہ کر اس پر غور کرنے لگے۔ قبولِ احمدیت میں یا تکذیب احمدیت میں جلدی نہیں کی۔ بلکہ زیادہ وضاحت سے یہ کہنا چاہیئے کہ تکذیب اور مخالفت کا کبھی خیال اُن کو نہیں آیا۔ تعجب ہونا اور بات ہے۔ اور ہونا چاہیئے تھا۔ اس لئے کہ پکارنے والے کی دعوت بالکل خاص رنگ کی تھی۔ مرد مومن کی طرح انہوں نے مخالفانہ خیالات کو اُٹھنے نہیں دیا۔ البتہ صبر و استقلال سے اس دعوت کا بغور مطالعہ کرتے رہے وہ اپنے بھائی حضرت سیٹھ حسن احمدی کو دیکھتے تھے۔ ان کی زندگی میں ایک صادق مسلم اور غیور مومن کے آثار نمایاں پاتے تھے۔ ان کے تقویٰ طہارت نفس کو علیٰ وجہ البصیرۃ جانتے تھے۔ اور دیکھتے تھے۔ کہ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو کر اُن کی خوبیاں اور نیکیاں ایک جِلا حاصل کر رہی ہیں۔ اور سخاوت اور رفاہ عام کی قوتوں میں نشوونما ہو رہا ہے۔ اور دوسرے بہت احمدی احباب جو حیدرآباد میں تھے ان کی زندگیوں کا مطالعہ کرتے تھے۔ اور دوسرے مسلمانوں سے مقابلہ کرتے تو انہیں ایک امتیاز اور فرقان نظر آتا تھا۔ اور نفرت یا مخالفت کا خیال تو پیدا ہی نہیں ہوتا تھا۔ محبت و اخلاص کا بیج اندر ہی بڑھتا گیا۔

اسی غور و فکر میں مہینے اور سال گزرتے گئے یہاں تک خدا کے رسول و مامور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی وصال ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ سیٹھ صاحب جب کسی صحابی سے ملتے تو اُن کا جسم پیکر نیکا ہو جاتا تھا۔ جس سے اُن کی اس حسرت کا اندازہ ہوتا تھا۔ جو اُن کے اندر ایک طوفان پیدا کرتی تھی کہ کیوں انہوں نے حضرت کو اُن کی زندگی میں قبول کر کے ان کو نہ دیکھ لیا وہ اس دولت رفتہ کے لئے تڑپتے تھے۔ مگر میرا اپنا ذوق یہ ہے کہ یہ تڑپ و اضطراب اور حسرت و اندوہ جو زندگی بھر اُن کو بےتاب رکھتا رہا۔ ان بہت سے لوگوں سے بہتر اور افضل ہے جنہوں نے خدا تعالیٰ کے مرسل و مامور کو دیکھا اس کی صحبت کا کبھی کچھ حصہ پایا۔ مگر انہوں نے اس سعادت سے حصہ نہ لیا جو اس وجودِ پاک کے ذریعہ تقسیم ہو رہی تھی۔ اور وہ معلوم کر کے سب کچھ محروم ہو گئے ہیں کے مصداق ہو گئے۔ اللّٰھم لا تجعلنا منھم۔ آمین

غرض حضرت سیٹھ صاحب اس یاد سے بےتاب اور مضطرب رہتے تھے۔ حضرت اقدس کے وصال کے بعد حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔ حضرت سیٹھ حسن صاحب رضی اللہ عنہ ہمیشہ اپنے عمل و کردار سے ان کو دعوت دیتے رہے اور ایک خاموش عملی تبلیغ کر رہے تھے۔ یہانتک کہ ۱۹۱۲ء میں پہلی مرتبہ طاعون کا شدید حملہ حیدرآباد پر ہوا۔ اس سے پہلے موسیٰ ندی کی طغیانی کے ہولناک عذاب کو مشاہدہ کر چکے تھے۔ اور یہ علم تو ان کو ہو چکا تھا کہ یہ انذاری نشان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ جب حیدرآباد پر طاعون کا حملہ شدید ہوا۔ اور طاعون جارف کی صورت میں نمودار ہوئی تو نیکی اور سعادت کی قوتیں سیٹھ صاحب میں پورے طور پر نمایاں ہوئیں۔ اور قبول حق کی ایک زبردست تحریک ان کے قلب میں پیدا ہوئی۔ خدا تعالیٰ کی اس قہری تجلی نے اس دبی ہوئی چنگاری کو سلگا دیا۔ اور انہوں نے اپنے اندر ایک روشنی محسوس کی جو شقی و سعید میں امتیاز پیدا کر دیتی ہے ان ایام میں آپ اپنے اہل و عیال سمیت یادگیر میں حضرت سیٹھ حسن کے پاس تھے۔ یہ ایک ایسی تحریک تھی جس نے سعادت کی راہیں آپ پر کھول دیں۔ بلا توقف آپ نے اپنے اہل و عیال سمیت حضرت مولوی محمد سعید صاحب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر احمدی سلسلہ میں بیعت کر لی۔ حضرت مولانا محمد سعید صاحب کو بیعت لینے کی اجازت تھی۔

خدا تعالیٰ کا خاص فضل

سلسلہ کی تاریخ اس امر کی گواہ ہے کہ بعض دوستوں کو قبول احمدیت کی وجہ سے اپنے عزیزوں رشتہ داروں سے مختلف قسم کی ایذائیں پہونچیں۔ کہیں باپ غیر احمدی تھا بیٹا احمدی ہو گیا۔ اور وہ ہر قسم کی اذیتوں کا نشانہ ہوا۔ کہیں بیوی غیر احمدی تھی۔ اس نے اختلاف عقیدہ کی وجہ سے منزلی زندگی کو دوزخ بنانے کی کوشش کی۔ غرض احمدیت تو ایک کٹھالی ہے۔ جس میں کھرا اور کھوٹا الگ الگ ہو جاتا ہے۔ اور صادق اور وفادار نمایاں ہوتے ہیں۔ مگر سیٹھ صاحب پر خدا تعالیٰ کا یہ فضل ہوا۔ کہ قبول احمدیت میں اس قسم کا کوئی ابتلاء انہیں پیش نہیں آیا۔ خاندان کے بزرگ حضرت سیٹھ حسن رضی اللہ عنہ مع اپنے خاندان اور کنبہ کے ایک مخلص اور سرگرم احمدی ہو چکے تھے۔ کسی دوسرے نے بھی مخالفت نہیں کی۔ بلکہ تبلیغ احمدیت کا ایک اور دروازہ کھل گیا۔

یہ صحیح ہے کہ اس طریق سے تو کوئی ابتلا انہیں نہیں آیا۔ مگر خدا تعالیٰ نے ابتلا و امتحان کا ایک ہی طریق تو نہیں رکھا اس کی سنت مستمرہ میں تو یہ امر داخل ہے۔ کہ مومنوں کا امتحان لازمی ہے۔ جیسا کہ فرمایا احسب الناس ان یقولوا آمنا و ھم لا یفتنون۔ یعنی کیا مومن گمان کر بیٹھے ہیں کہ وہ صرف مومن کہلا کر امتحان سے بچ جائیں گے۔ مومنوں پر ابتلاؤں کا آنا نہایت ضروری ہے۔ یہ ابتلاء ان کی روحانی تربیت اور ان کی ترقیات کے لئے لازمی امر ہے۔

ابتلاء

پس اس کلیہ سے حضرت سیٹھ صاحب بھی باہر نہ رہ سکتے تھے۔ ان کے لئے ایک دوسرا ابتلاء مقدر تھا۔ جو آیا اور بڑی طاقت سے آیا۔ مگر اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال تھا کہ سیٹھ صاحب اس امتحان میں پورے اُترے۔ وہ ابتلاء کاروباری رنگ کا ابتلا تھا۔ حضرت سیٹھ صاحب ایک گیس کمپنی میں سنہ ۱۹۰۸ء میں حصہ دار تھے۔ اور آج کل کے طریق تجارت میں تجارتی لین دین میں سود کا دخل ہے سود لیتے بھی ہیں۔ دیتے بھی ہیں۔ سیٹھ صاحب احمدیت سے پہلے اس کا احساس نہیں رکھتے تھے۔ اس کی وجہ سے مروجہ طریق عمل تو تھا ہی بعض علماء نے تجارتی کاروبار میں سودی لین دین کے جواز کے فتوے بھی دیئے ہوئے ہیں مگر احمدی ہو جانے کے بعد سیٹھ صاحب کے اندر ہی اندر ایک خلش پیدا ہوئی کہ اس کاروبار میں جس میں سود کا دخل ہے شرکت اللہ تعالیٰ کے ساتھ اعلان جنگ ہے۔

اس لئے یا تو اس کاروبار کو بند کر دینا چاہیئے یا اس سے مجھے الگ ہو جانا چاہیئے۔ یہ ظاہر ہے کہ اس وقت ان کی آمدنی کا سارا دار و مدار اسی کاروبار پر تھا۔ اور یہی واحد ذریعہ معاش تھا۔ پھر یہ کاروبار ایک دن کا نہیں۔ ایک سال کا نہیں۔ سات سال کی شبانہ روز محنتوں اور کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ چلتے ہوئے اور معاش کے واحد ذریعہ کاروبار پر لات مارنا ہر شخص کا کام نہیں اس کے لئے اس قوت ایمانی کی ضرورت ہے جو پہاڑوں سے ٹکرا کر ان کو پاش پاش کر دیتی ہے۔ اور مومن کا مقام ایسا نہیں کہ مصائب اور مشکلات اسے جنبش دے سکیں۔ وہ طوفان میں ایک چٹان ہوتا ہے۔ جس سے ابتلاؤں کے طوفان اور لہریں آ کر ٹکراتی ہیں۔ اور ناکام واپس چلی جاتی ہیں۔ کاروبار کا بند کرنا تو ان کے اختیار میں نہ تھا۔ وہ یہ کر سکتے تھے کہ خود اس سے الگ ہو جائیں چنانچہ انہوں نے نتائج اور عواقب سے بےپروا ہو کر اپنے دوسرے شرکاء کو زبانی اطلاع دی کہ میں آئندہ اس سودی کاروبار میں شریک نہیں رہ سکتا۔ انہوں نے اپنے اس فیصلہ پر اپنے قلب میں ایک سکون محسوس کیا۔ کہ میں اس آگ سے نکل آیا۔ لیکن یہ تو ابتلا کی ابتداء تھی۔ وہ ایک نہایت خوبصورت شکل میں اُن کے سامنے آیا۔ اور اپنی کامیابی پر انہیں خوشی ہوئی۔ لیکن یہ امتحان کا پہلا پرچہ تھا۔

حضرت سیٹھ صاحب نے اس زبانی اطلاع کو اپنی سادگی اور مومنانہ سادگی سے کافی سمجھا۔ قانوناً حد کافی نہ تھی۔ اس کے لئے ضروری تھا کہ وہ باقاعدہ نوٹس دیتے۔ جو عند الضرورت ان کی علیحدگی کا ثبوت ہوتا۔ انہوں نے اپنی ایمانداری کے نقطۂ نظر سے یہ سمجھا کہ یہ شرکاء سے الگ ہونے کو قانونی علیحدگی کیوں نہیں سمجھیں گے۔ یہ خیال درست نہ تھا۔ چند ماہ کے بعد وہ کمپنی ٹوٹ گئی۔ اس لئے کہ اس میں فعال وجود تو پہلا تھے۔ کمپنی کے ساہوکاروں نے شرکاء کمپنی پر ساٹھ ستر ہزار کا دعویٰ کر دیا۔ اور سیٹھ صاحب بھی ایک مدعی علیہ قرار دیئے گئے۔

یہ مقدمہ ۱۹۲۶ء تک جاری رہا۔ گویا یہ سترہ برس کا ایک لمبا ابتلا تھا۔ مگر اس عرصہ میں سیٹھ صاحب کے ثبات قدم کو جنبش نہ ہوئی۔ ۱۹۱۹ء میں جب میں پہلی مرتبہ آیا۔ تو سیٹھ صاحب اکثر میرے پاس منٹگمری ہوٹل میں آتے تھے۔ اور بعض اوقات وہ ایک

ایک گھنٹہ سے بھی زائد قیام کرتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام آتے ہی ان پر ایک قسم کا لرزہ اور گریہ جاری ہو جاتا۔ اور بار بار اس کا اظہار کرتے کہ میں ان کو دیکھ نہ سکا۔ اس قسم کے جماعت میں اور بھی لوگ ہوں گے۔ اسی رنگ کا ایک بزرگ میں نے انگلستان کے نومسلموں میں دیکھا۔ اس کے قلب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کا ایک سمندر موجیں مارتا تھا۔ اور جب مجھ سے پوچھتا کہ کیا آپ نے ان کو دیکھا ہے۔ اور میرا جواب ہاں سن کر اس پر ایک وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ غرض ان ایام میں بھی وہ اس ابتلا میں تھے۔ مگر میں نے دیکھا کہ کامل انشراح صدر سے وہ رضا بالقضا پر عامل تھے۔ اس پر انہیں ایک کثیر رقم ادا کرنی پڑی۔ یہ ابتلا معمولی قسم کا ابتلا نہ تھا۔ مالی ابتلاؤں میں جب تک خدا تعالےٰ پر کامل ایمان اور اس کی قضا کے ساتھ مصالحت نہ ہو بڑے بڑے شیخیاں بگھارنے والوں کے حوصلے پست ہو جاتے ہیں۔ اور اکثر خودکشیاں کر لیتے ہیں اس خصوص میں حضرت سیٹھ عبد الرحمٰن حاجی اللہ رکھا رضی اللہ عنہ تاجر مدراس کا نمونہ قابل رشک ہے مالی ابتلاؤں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے مگر اس کامل مومن کا قدم آگے ہی بڑھتا گیا۔ اللہ تعالےٰ پر ایمان اور اس کے قائم کردہ سلسلہ کے لئے مالی قربانیاں ایک بے نظیر نمونہ ہے۔

بہرحال یہ ابتلا سیٹھ صاحب پر آیا اور جیسا کہ مومن کی شان ہے انہوں نے خدا تعالےٰ پر ایمان کا ایک عمدہ نمونہ پیش کیا۔ ان ایام میں ان کا معمول تھا کہ وہ ہر دوسرے دن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز کو دعا کے لئے خط لکھتے اور مقامی طور پر حضرت میر محمد سعید صاحب رضؓ کو بھی تحریک دعا کرتے رہتے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خود اللہ تعالےٰ کے حضور گریہ و بکا کرتے رہتے۔ اور یہ وہ نسخہ تھا جو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام سے سیکھا تھا۔

اندریں وقت مصیبت چارۂ ما بیکساں
جز دعائے بامداد و گریہ اسحار نیست

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ ان ایام میں اپنے ہاتھ سے سیٹھ صاحب کو تسلی کے خطوط لکھتے۔ اور ان کے خطوط کا جواب دیتے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ کو لکھا کرتے تھے (یہ مجموعہ مکتوبات میں نے چھاپ دیا ہے) سیٹھ صاحب کا ایمان ان خطوط کو پڑھ کر ایمانی قوت پاتا تھا سیٹھ صاحب کی زندگی کا یہ واقعہ نہایت عجیب ہے جو ایک طرف ان کی ایمانی قوت کا مظہر ہے اور یہ کہ ان کو دعاؤں کی قبولیت پر کس قدر یقین تھا۔ دوسری طرف اس سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہٖ العزیز کی دعاؤں کی قبولیت کا وہ ایک زندہ نشان تھے۔

ابتلا نقص من الاموال کے رنگ میں آیا۔ اور اتنا لمبا ہوا کہ سترہ برس گذر گئے۔ جس عرصہ میں ایک بچہ پیدا ہو کر جوان بلکہ صاحب اولاد ہو سکتا ہے۔ مگر اس ابتلاء نے سیٹھ محمد غوث پر کیا اثر کیا؟ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل سے مال کی ایمان سوز محبت کو فنا کر دیا۔ اور اس کی جگہ سلسلہ کے لئے اموال کی قربانی کو ان پر آسان اور لذیذ بنا دیا۔ جیسا کہ ان کے بعد کے طرزِ عمل سے ثابت ہوتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے وہ مفلس اور قلاش نہیں گئے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ نے ان کے اموال ان کی اولاد میں برکت پر برکت رکھ دی۔ وہ شخص جو ایک دن حیدرآباد میں اس حیثیت سے آیا تھا کہ اس کو سر چھپانے کو جگہ نہ تھی۔ آج اس کی چھت کے نیچے بہتوں کو آرام اور سکون حاصل ہے وہ جو اکیلا تھا آج ایک وسیع خاندان اپنے پیچھے چھوڑ کر گیا ہے ان کا وجود ثبوت تھا اس امر کا کہ وہ جو خدا کے لئے کچھ کھوتا ہے وہ ضائع نہیں کرتا بلکہ بہت کچھ پاتا ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ خدا تعالےٰ کے مخلصین ابتلاؤں کی بھٹیوں میں ڈالے جاتے ہیں مگر اس لئے نہیں کہ وہ تباہ کر دیئے جائیں بلکہ اگر وہ لوہا ہوں تو فولاد بن جاویں سونا ہوں تو کندن ہو جاویں ان کی ترقیات روحانی کا یہ ایک ناقابل خطا گر ہے۔

(بحوالہ الفضل ۱۰/۱۱/۱۵ اپریل ۱۹۴۷ء)

درخواست دعا:- عزیز طاہر احمد غالب پتے میں پتھری کے علاج کے سلسلہ میں امرتسر ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں عزیز کی کامل شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔ (ادارہ)

وصیت

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو تاریخ اشاعت کے ایک ماہ کے اندر اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔

(سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

وصیت نمبر ۴۱۸۱۴ — میں غلام مصطفیٰ ولد شیخ برکت اللہ صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ پنشنر عمر ۶۵ سال تاریخ بیعت اندازاً ۱۹۳۴ء ساکن چودہ کلاٹ حال کٹک۔ ڈاکخانہ کٹک ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۲/۸۷ حسبِ ذیل وصیت کرتا ہوں۔

آج بتاریخ ۱۵/۲/۸۷ کو اپنی جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ آج کی تاریخ سے میری جائیداد پر وصیت حاوی ہو گی۔ اور اگر اس کے بعد میں نے کوئی جائیداد پیدا کی تو اس پر بھی میری وصیت حاوی ہو گی۔ اور تمام جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اور اگر میری وفات کے بعد کوئی جائیداد ثابت ہو گی تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ (۱):- خاکسار کو اس وقت ماہانہ پنشن -/۴۸۰ روپے مل رہی ہے (۲):- چودہ کلاٹ میں میرا ذاتی مکان ہے جس میں تین کمرے ہیں جس کی اندازاً قیمت -/۴۰۰۰ روپے۔ (۳):- اس کے علاوہ میری کھیتی کی زمین اندازاً ۳ ایکڑ جسکی اوسط قیمت -/۱۵۰۰۰ روپے (۴):- جس زمین پر مکان تعمیر کیا ہوں یہ ساڑھے گونٹھ پر مشتمل ہے۔ اس کی اوسط قیمت -/۳۵۰۰ روپے (۵):- بالنس باڑی ۱۸ گونٹھ جسکی اوسط قیمت -/۲۷۰۰ روپے ہے۔ کل قیمت زمین اور مکان -/۶۱۲۰۰ روپے۔ اللہ تعالےٰ میری اس وصیت کو قبول فرمائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
شیخ عبد الحلیم مبلغ سلسلہ	غلام مصطفیٰ	سید فضل عمر سابق مبلغ سلسلہ سونگڑہ

ہیبتر گا ضلع گلبرگہ کرناٹک میں تبلیغی جلسہ عام

۱۱ اکتوبر ۱۹۹۱ء کو صبح بذریعہ ٹرین صوبائی امیر جماعت ہائے احمدیہ کرناٹک محترم محمد شفیع اللہ صاحب بنگلور سے گلبرگہ تشریف لائے۔ یہاں سے ایک تبلیغی وفد امیر صاحب کی قیادت میں مع مکرم ظفر احمد صاحب شحنہ گلبرگہ اور خاکسار محمد عمر تیماپوری مبلغ سلسلہ ہیبتر گا پہنچ گئے۔ جہاں پہلے ہی سے مکرم عبد العزیز صاحب استاذ مکرم نصیر احمد صاحب استاذ عبد الرب صاحب استاذ عبد الرشید صاحب استاد موجود تھے۔ جمعہ میں خاکسار نے حضرت امیر المومنین کا تازہ خطبہ جمعہ پڑھ کر سنایا۔ خطبہ ثانیہ میں تبلیغی و تربیتی امور کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔ بعد نماز جمعہ ایک تبلیغی جلسۂ عام صوبائی امیر صاحب کی زیرِ صدارت منعقد ہوا جس میں مکرم عبد العزیز صاحب استاد اور مکرم ظفر احمد صاحب شحنہ نے بڑے اچھے رنگ میں تقاریر کیں جلسہ کا آغاز مقامی نو احمدی مکرم قاسم صاحب کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ آخر پر صدر جلسہ نے مختلف تبلیغی و تربیتی امور پر قدرے تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اس جلسہ میں نو احمدیوں کے علاوہ قرب و جوار کے غیر احمدی احباب بھی شریک رہے۔ بعد دعا جلسہ کی کارروائی ختم ہوئی۔ جلسہ کے بعد سرہنگی گاؤں غیر احمدیوں کا ایک وفد صدر حسین پٹیل صاحب نائب صدر پاشا پٹیل صاحب وغیرہ جو جلسہ میں اور جمعہ میں شریک تھے۔ صوبائی امیر صاحب سے درخواست کی کہ آپ ہمارے گاؤں میں تبلیغی جلسہ عام کریں۔ ہم انتظامات کریں گے۔ ہر طرح سے تعاون کریں گے امیر صاحب نے وعدہ کیا کہ ہم آپ کے ہاں بھی دورہ کریں گے۔ انشاء اللہ۔ اللہ تعالےٰ ہماری حقیر مساعی میں برکت عطا کرے اور احسن رنگ میں خدمتِ دین کی توفیق عطا کرے۔ آمین

خاکسار۔ محمد عمر تیماپوری
مبلغ سلسلہ احمدیہ

ہیبر گا ضلع گلبرگہ (کرناٹک) میں

ساڑھے پانصد افراد کا قبولِ احمدیت!

یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کا نظارہ !!

رپورٹ مرتبہ :- محترم محمد شفیع اللہ صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ صوبہ کرناٹک ، بنگلور

الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ قصبہ ہیبر گا میں ساڑھے پانچ سو افراد کو قبول احمدیت کی توفیق ملی اور ایک اچھی جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ ہماری جماعت کے ایک دوست مکرم نصیر احمد صاحب اُستاد تماپوری کا تبادلہ سرکاری ملازمت کے تعلق میں اسی بستی میں ہوا۔ گاہے بہ گاہے آپ مسلمانوں کو جماعت احمدیہ کا تعارف کرواتے رہے۔ اتفاق سے موصوف نے اپنے بھائی مولوی محمد عمر صاحب تماپوری مبلغ شموگہ سے اس کا تذکرہ کیا۔ تو مولوی صاحب نے اس گاؤں کا دورہ کیا۔ اس بستی میں مسلمانوں کی آبادی سات سو افراد پر مشتمل ہے۔ صدر۔ نائب صدر۔ خزانچی اور ممبران پر مشتمل آٹھ افراد کی ایک انتظامیہ کمیٹی ہے جس کو تمام گاؤں کے لوگوں نے اتفاق رائے سے منتخب کیا ہے۔ گاؤں کے سب لوگ صدر کی اطاعت کرتے ہیں۔ مولوی صاحب نے کمیٹی سے رابطہ قائم کیا۔ اور مؤثر رنگ میں احمدیت کی تبلیغ کی اور بارہا تبادلہ خیال کرتے رہے۔ کمیٹی نے مولوی صاحب سے درخواست کی، آپ کی باتیں تو بہت اچھی ہیں اور آپ کی جماعت بھی بہت منظم معلوم ہوتی ہے۔ ایک جمعہ کو یہاں تشریف لائیں۔ گاؤں کے سب لوگ جمع ہوتے ہیں۔ خطبہ جمعہ میں آپ جماعت احمدیہ کے بارہ میں لوگوں کو بتائیں۔ مولوی صاحب اگلے ہی جمعہ وہاں پہنچے گاؤں میں ایک لاکھ روپئے کی لاگت سے ایک نہایت ہی خوبصورت مسجد ابھی حال ہی میں تعمیر کی ہے۔ مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی تھی۔ صدر صاحب نے مولوی صاحب کو خطبہ جمعہ و نماز جمعہ پڑھانے کے لئے کہا۔ پہلا خطبہ جمعہ موصوف نے حقیقی اسلام اور مسلمانوں کی موجودہ حالت پر دیا اور ساتھ ہی مختصر رنگ میں جماعت احمدیہ کا تعارف بھی کرا دیا۔ اور نماز جمعہ کے بعد بھی گاؤں کے مسلمانوں سے احمدیت کے بارہ میں تبادلہ خیال ہوتا رہا۔ اس طرح سے انفرادی و اجتماعی رنگ میں احمدیت کا پیغام پہنچتا رہا۔ صدر صاحب نے یہ خواہش کی کہ آپ آئندہ جمعہ بھی یہاں آئیں۔ آپ ہی خطبہ و نماز پڑھائیں۔ آپ کی باتیں بہت اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ جبکہ اسی گاؤں میں اپنا ایک مستقل پیش امام موجود ہے جو باقاعدہ نمازیں وغیرہ پڑھا دیتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے مولوی صاحب نے دوسرا جمعہ بھی وہاں پڑھایا اور قدرے تفصیل سے جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا۔ خصوصاً نظام جماعت احمدیہ اور صوبائی نظام کا بھی تعارف کروایا۔ لوگوں میں اشتیاق بڑھتا گیا اور جماعت کی طرف مائل ہوتے گئے۔ صدر صاحب نے مولوی صاحب سے کہا کہ آپ کے آنے کے بعد سے نمازیوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے مسجد بھر رہی ہے۔ خاکسار کا اور مولوی محمد عمر صاحب مبلغ شموگہ کا بلاری جماعت میں دورہ تھا۔ ملاقات پر مولوی صاحب نے تفصیلی حالات کا ذکر کیا اور مجھ سے یہ خواہش کی کہ کمیٹی بھی یہ چاہتی ہے کہ آپ اس گاؤں میں آئیں۔ ایک مختصر تبلیغی جلسہ کر کے تمام لوگوں کو کھلے کھلے الفاظ میں احمدیت کا پیغام پہنچائیں۔ خاکسار کو بنگلور میں زیر تعمیر احمدیہ مسجد کی وجہ سے غیر معمولی مصروفیت تھی۔ اس لئے موصوف کو ضروری مشورے دیئے اور ہدایت کر دی کہ آپ اس گاؤں سے مستقل طور پر رابطہ قائم رکھیں اور آئندہ جمعہ بھی آپ وہاں ہی پڑھائیں البتہ اس کے بعد والے جمعہ میں میں ضرور اس گاؤں آؤں گا۔ انشاء اللہ حالات کا جائزہ لے کر تبلیغی جلسۂ عام کا انتظام کریں گے۔

چنانچہ طے شدہ پروگرام کے مطابق مورخہ ۳۰ر اگست ۱۹۹۱ء کو خاکسار بنگلور سے گلبرگہ پہنچا، وہاں سے جیورگی پہنچے جہاں ہمارا قیام ایک سرکاری ڈاک بنگلہ میں تھا یہاں سے ایک وفد کی شکل میں جس میں خاکسار محمد شفیع اللہ بنگلور، مولوی محمد عمر صاحب تماپوری مبلغ شموگہ عبدالحکیم صاحب قریشی جنرل سیکرٹری گلبرگہ، محمد عبداللہ صاحب استاد گلبرگہ، منیر الدین صاحب قریشی گلبرگہ، نعیم احمد صاحب ایڈوکیٹ صدر جماعت احمدیہ شاہ پور، عبدالحمید صاحب اُستاد شاہ پور، ...... خان صاحب، شاہ پور اور نصیر احمد صاحب اُستاد جو انتظامات وغیرہ کے سلسلے میں پہلے ہی سے اس مقام پر موجود تھے۔ ہیبر گا پہنچ گئے۔ وفد کی آمد کی خبر سن کر مسلمانوں میں ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ ہمارا وفد مسجد پہنچ گیا۔ نماز جمعہ کا وقت ہو گیا تھا۔ مکرم مولوی محمد عمر صاحب خطبہ جمعہ کے لئے کھڑے ہوئے۔ تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد آپ نے کہا اب تک میں آپ لوگوں کو اسلام کے بارے میں اور احمدیت کے بارے میں زبانی خطبہ دیتا رہا ہوں لیکن آج میں امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کا خطبہ جمعہ سناؤں گا۔ (حضور اقدس کا یہ خطبہ جمعہ اس وقت کے لحاظ سے موزوں و مناسب تھا) خدا کے فضل سے حضور کے اس خطبہ کا نمازیوں پر بہت اچھا اثر ہوا اور بڑی ہی توجہ سے امام جماعت احمدیہ کے خطبہ کو سنتے رہے۔ حضور اقدس کے خطبہ کے بعد مولوی صاحب نے بڑے ہی کھلے الفاظ میں امام مہدی علیہ السلام پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے تفصیل سے ذکر کیا۔ بعدہٗ مولوی صاحب نے وفد کا تعارف کروایا۔ مسجد میں ہی ایک مختصر تبلیغی جلسہ خاکسار کی زیر صدارت منعقد ہوا مقامی پیش امام صاحب نے تمام گاؤں کے مسلمانوں کی طرف سے وفد کو خوش آمدید کہا۔ گاؤں کے مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہوئے ناچیز کی گلپوشی کی ان کے خلوص و محبت سے خاکسار کی اور داعین الی اللہ کی آنکھیں شدت جذبات سے نم ہوئیں۔ ایک عجیب کیفیت تھی جس کا صحیح اظہار ممکن نہیں جلسہ میں عبدالحکیم صاحب جنرل سیکرٹری، نعیم احمد صاحب ایڈوکیٹ اور خاکسار نے تفصیلی رنگ میں بڑی وضاحت کے ساتھ جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا۔ اختتامی تقاریر کے بعد خاکسار تمام مسلمانوں سے مخاطب ہوا کہ اگر آپ کو کوئی سوال کرنا ہے یا کوئی بات دریافت کرنی ہو تو بلا جھجک ہم سے سوال کریں۔ ان میں سے ایک بزرگ نے خروج دجال کے بارے میں استفسار کیا جس کا انہیں تسلی بخش جواب دیا گیا۔ یوں تو کمیٹی اور گاؤں کے تمام مسلمان پہلے ہی سے بیعت کرنے پر آمادہ تھے۔ اب کہنے لگے یہ موقعہ بہت اچھا ہے آج ہم سب مسجد میں جمع ہیں بیعت کر کے امام مہدی علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ لیکن ہمارے پاس نہ تو اتنی مقدار میں بیعت فارم تھے اور نہ ہی ہمارا کوئی ایسا ارادہ تھا کہ اُن کی بیعت لیں۔ ہم نے تو صرف بہ حیثیت داعین الی اللہ مؤثر رنگ میں احمدیت کا پیغام پہنچانے کیلئے سفر اختیار کیا تھا۔ مولوی صاحب کے پاس نمونے کے طور پر بیعت فارم تھا۔ آپ نے کھڑے ہو کر بلند آواز سے شرائط بیعت پڑھ کر سنائے۔ پھر بیعت کے الفاظ پڑھے اور ساتھ ساتھ تمام مسلمان دہراتے رہے۔ ایک دوسرے کو مبارک باد دی اور معانقہ کیا۔ بعدہٗ خاکسار صدر صاحب اور گاؤں کے مسلمانوں سے مخاطب ہوا۔ آپ کی کوئی ضروریات ہو تو بتائیں انشاء اللہ ہم اس کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس پر گاؤں کے صدر صاحب نے کہا ہمارا کوئی مطالبہ نہیں ہے۔ خدا کے فضل اور اس کے احسان سے ہمارے پاس ایک خوبصورت مسجد ہے۔ نمازیوں کے لئے دریاں۔ ٹیوب لائٹ، پنکھے وغیرہ ہیں۔ کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ ہمارے پاس فنڈ موجود ہے ہم اپنی ضروریات خود ہی تکمیل کر لیں گے۔ البتہ اب بجائے ہمارے پیش امام کے آپ کی طرف سے کوئی پیش امام ہو جو ہماری اور ہمارے بچوں کی صحیح رنگ میں تعلیم و تربیت کر سکے۔ ہم سب احمدیت پر مضبوطی سے قائم رہ سکیں۔ انشاء اللہ۔ البتہ ہم اپنی طرف سے ان کے قیام و طعام کی بہتر رنگ میں انتظام کرنے کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔ وہاں کے خزانچی صاحب نے کہا گذشتہ جمعہ میں مولوی صاحب نے لازمی چندہ کا ذکر کرتے ہوئے اس کی اہمیت بتائی تھی۔ بعض دوستوں نے چندہ دیا ہے۔ آپ یہ چندہ لیں اور مرکز بھجوائیں۔ چونکہ خاکسار کے پاس رسید بک نہیں تھی اس لئے میں نے ان کو بتایا ہم رسید بک کے بغیر

چندہ وصول نہیں کرتے۔ میں بنگلور سے رسید بک بھجواؤں گا آپ ان سب کی علیحدہ علیحدہ رسیدیں کاٹیں۔ پھر جمع شدہ چندہ مرکز ارسال کر دیا جائے گا۔ مقامی صدر صاحب نے داعیین الی اللہ اور گاؤں کے معزز افراد کو کھانے پر مدعو کیا۔ جو پر تکلف اہتمام تھا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ نماز عصر کے بعد داعیین الی اللہ مقامی احباب کے ہمراہ گروپ کی شکل میں ہر ایک کے گھر پہنچے ملاقاتیں کیں۔

اس گاؤں کے چیئرمین نے جو کہ غیر مسلم ہیں داعیین الی اللہ کو اپنی پنچایت آفس میں چائے پر مدعو کیا۔ اراکین وفد گاؤں کے بعض افراد کے ہمراہ آفس گئے جہاں موصوف نے بڑی خندہ پیشانی سے وفد کو خوش آمدید کہا اور مصافحہ کیا۔ اس مجلس میں بھی مختصر رنگ میں خاکسار و مولوی صاحب اور بعض دوستوں نے جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا۔ ان پر بھی اچھا اثر رہا۔ رات بہت زیادہ ہو گئی تھی کوئی سواری نہیں تھی۔ چیئرمین صاحب اور مقامی صدر صاحب نے کوئی جیپ وغیرہ کے لئے بہت تگ و دو کی لیکن کوئی سواری میسر نہ آسکی۔ وفد نے رات کے اندھیرے میں تین چار کلو میٹر کا فاصلہ پیدل طے کیا۔ وہاں سے بذریعہ لاری جیبور گی پہنچ گئے جہاں پہلے ہی سے ہماری رہائش کا ڈاک بنگلہ میں انتظام تھا۔

داعیین الی اللہ جو سب کے سب سرکاری ملازم ہیں رخصت حاصل کر کے فریضۂ تبلیغ کو بجا لائے۔ ہر طرح سے تعاون دیا۔ اخراجات سفر اپنے اپنے خود برداشت کئے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ اس نئی قائم ہونے والی جماعت اور معصوم بچوں کے دلوں میں اسلام کی جو محبت و تڑپ ہے اس کا صحیح اندازہ کرنا مشکل ہے۔ تمام بزرگان سلسلہ اور قارئین بدر سے درخواست کرتا ہوں کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ان نو احمدیوں کو استقامت عطا کرے۔ ان کے ایمان اور اخلاص میں برکت دے۔ وہ احمدیت پر مضبوطی سے قائم رہیں اور قرب و جوار کے تمام مسلمانوں کے لئے مثالی احمدی مسلمان ثابت ہوں۔ آمین ثم آمین۔

جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی تبلیغی و تربیتی مساعی

صوبہ مغربی بنگال کے دو اضلاع میں دو مساجد کی تعمیر اور افتتاح

مکرم محمد فیروز الدین صاحب انور سیکرٹری تعلیم و تربیت جماعت احمدیہ کلکتہ تحریر فرماتے ہیں۔

۱۹۸۹ء میں جب جماعت احمدیہ نے اپنا صد سالہ جشن تشکر منایا تو اس موقع پر حضرت امیر المومنین کے خاص ارشاد کے مطابق پوری دنیا میں مساجد بنانے کی مہم شروع ہوئی۔ چنانچہ بنگال نے بھی اس مہم میں شرکت کو اپنی سعادت سمجھا۔ اور حضور انور کے ارشاد پر لبیک کہتے ہوئے مساجد بنانے کا پروگرام بنایا جس میں کلکتہ کی جماعت احمدیہ پیش پیش تھی۔ چنانچہ طے ہوا مغربی بنگال کے جن علاقوں میں مساجد نہیں مگر وہاں جماعت ہے تو وہاں مسجد پہلے بنائی جائے۔ جماعت کلکتہ کے امیر مکرم جناب ماسٹر مشرق علی صاحب پورے بنگال کے امیر جماعت بھی ہیں۔ اس لئے ان کی نشاندہی کے مطابق مسجدوں کی تعمیر کا چارٹ بھی بنا اور تعمیر کا کام بھی شروع ہو گیا اور اس پروگرام کے مطابق سب سے پہلے کوٹ کے گاؤں میں ہاتھ لگایا گیا جو ضلع بیر بھوم کے ملارپور ریلوے اسٹیشن کے زیر ایک نہایت دور دراز دیہی علاقہ مگر مسلمانوں کی تقریباً 300 گھروں کی آبادی والی بستی ہے۔ جہاں پہنچنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ چنانچہ ہمارے مولوی مکرم طاہر الاسلام صاحب کوٹ پہنچے۔ ادھر کوٹ اور اس کے باشندے اور دیہی علاقوں کی طرح اپنے تمام مسائل میں گھرا ہوا ہونے کے باوجود اسقدر سعادتمند ہیں کہ طاہر الاسلام صاحب کی چھ ماہ کی کوشش کو اللہ تعالیٰ نے خوب بار آور فرمایا۔ اور صرف چند ماہ کی محنت سے 52 افراد (مرد و زن) کی ایک جماعت قائم ہو گئی۔ اور ساتھ ہی ایک خوبصورت پختہ مسجد بھی تیار ہو گئی۔ اس مسجد کے افتتاح اور جماعت کی تربیتی کارکردگی و ترقی کا معائنہ کرنے کی غرض سے مکرم جناب ماسٹر مشرق علی صاحب امیر جماعت صوبہ مغربی بنگال۔ مکرم جناب مولانا سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ انچارج کلکتہ و مغربی بنگال۔ مکرم جناب شہزادہ پرویز صاحب سیکرٹری مال کلکتہ و نائب ناظم اعلیٰ مجلس انصار اللہ مغربی بنگال اور خاکسار محمد فیروز الدین انور زعیم مجلس انصار اللہ کلکتہ وہاں گئے۔ معائنہ سے پتہ چلا کہ اس جماعت کے بچے آج سے 3 ماہ قبل (جبکہ ان لوگوں نے بیعت کی تھی) ٹھیک سے کلمہ بھی نہیں سنا سکتے تھے۔ آج تلاوت کلام پاک (کئی سورتیں یاد کر لی ہیں) کلمہ۔ نماز۔ اور نہ صرف اپنی نماز بلکہ نمازوں کی امامت بھی کر سکتے ہیں۔ مزید براں خدمت خلق، مہمان نوازی اور اطاعت کے جذبات کوٹ کوٹ کے بھرے ہیں۔

چنانچہ اس جماعت کی حیرت انگیز ترقی دیکھ کر مکرم برادرم شہزادہ پرویز صاحب نے حوصلہ افزائی کیلئے بچوں کو نقد انعام سے بھی نوازا لیکن یہ کہانی اس وقت تک مکمل نہ ہوگی جب تک کہ یہاں کے صدر مکرم جناب عظمت اللہ صاحب کے بارے میں کچھ نہ لکھا جائے۔ آپ بالکل نئے احمدی ہیں۔ 3 ماہ ہوئے بیعت کئے۔ مگر بہت سے پرانے احمدیوں سے بھی زیادہ مخلص مجسم۔ ملنسار با اخلاق اثر و رسوخ رکھنے والے اس گاؤں کے رئیس ہیں اور مسجد کی تعمیر کے لئے جگہ۔ اپنے خاندان کے افراد۔ سب کو لگا دیا ہے۔ خرچ میں مزدوری کا کالم بالکل خالی ہے کیونکہ پوری مسجد کی تعمیر میں ان کے گھر کے اور جماعت کے افراد نے مل کر کام کیا ہے۔ مسجد کے علاوہ۔ مبلغ کوارٹر۔ مدرسہ اور دوسری ضروریات کیلئے بھی زمین وقف کر دی ہے۔ اور ساتھ ہی آپ نے فرمایا کہ اس سال جلسہ سالانہ میں شرکت کی خاطر اپنے پورے لاؤ لشکر کے ساتھ جانے کا ارادہ ہے۔ فجزاھم اللہ۔

ہمارا یہ قافلہ 25ر جولائی کی شام کو کوٹ پہنچا۔ بعد نماز مغرب عشاء اس مسجد کا افتتاح ہوا۔ دعائیں ہوئیں اور نہایت مختصر سا تربیتی اجلاس ہوا جس میں امیر صاحب صوبائی کے علاوہ مولانا سلطان احمد صاحب ظفر نے بزبان بنگلہ خطاب فرما کر حاضرین مجلس کو حیرت میں ڈال دیا اور پھر 27ر جولائی کو صبح ہمارا قافلہ کوٹ سے روانہ ہو کر دوپہر کے وقت بھرتپور ضلع مرشد آباد پہنچا۔ جہاں کی مسجد کا افتتاح ظہر عصر کی نماز سے ہوا۔ اور بابرکت ہونے کی دعائیں ہوئیں۔ بھرتپور کے صدر مکرم جناب غلام رسول صاحب عمر سے بزرگ مگر کام اور لگن سے جوانوں کو شرمندہ کرنے والے ہیں۔ بھرتپور میں پہلے سے مسجد تھی مگر سیلاب سے خراب ہو گئی تھی اور قابل مرمت تھی اس لئے اسے شہید کر کے پختہ اور کچھ زمین کی سطح سے بلند کر کے بنائی گئی ہے۔ یہاں احمدیوں کی آبادی بھی مسجد کے قریب ہے اور مسجد لب سڑک ہے۔ اس طرح ضروریات زندگی مہیا کرنا کوٹ کی نسبت زیادہ آسان ہے۔

مکرم جناب صوبائی امیر صاحب کے خطاب کے بعد ہم سب وہاں سے اجازت لیکر روانہ ہو گئے۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ باقی مجوزہ مساجد کی تعمیر کی سعادت پانے کی دعائیں کریں۔

مجلس خدام الاحمدیہ چنتہ کنٹہ کا پہلا سالانہ اجتماع

مکرم محمود احمد صاحب بابو معتمد خدام الاحمدیہ چنتہ کنٹہ تحریر کرتے ہیں کہ:۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ چنتہ کنٹہ (آندھرا) کو پہلا سالانہ اجتماع مورخہ ۶-۷ر اکتوبر ۹۱ء کو منعقد کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اجتماع کی انتظامیہ کمیٹی کے صدر مکرم سیٹھ سہیل احمد صاحب اور نائب صدر مکرم سیٹھ نثار احمد صاحب مقرر ہوئے۔ اس اجتماع میں وڈمان اور منگال چیڑ کے خدام نے بھی شرکت کی۔ حسب پروگرام پہلے دن کا پروگرام نماز تہجد سے شروع ہوا جو مکرم نصیر احمد صاحب خادم نے پڑھائی۔ بعد نماز فجر مکرم مولوی صغیر احمد صاحب طاہر مبلغ سلسلہ نے درس قرآن دیا۔ بعد ازاں افتتاحی اجلاس بمقام عیدگاہ زیر صدارت مکرم سیٹھ محمد سہیل صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ منعقد ہوا۔ مکرم ظہیر الدین صاحب کی تلاوت کے بعد صدر جلسہ نے پرچم کشائی کی پھر عہد دہرایا گیا۔ بعدہٗ مکرم عبدالعزیز صاحب نے حمد و ثناء پڑھی۔ جس کے بعد مکرم مولوی صغیر احمد صاحب طاہر نے اپنے افتتاحی خطاب میں اجتماع کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی۔

افتتاحی اجلاس کے بعد خدام و اطفال کے ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ جن میں دوڑ۔ کبڈی۔ گولہ پھینکنا۔ ڈسکس تھرو اور لانگ جمپ وغیرہ شامل ہیں۔ بعد نماز ظہر و عصر علمی مقابلہ جات خدام میں حسن قرأت۔ نظم خوانی۔ کا انعقاد ہوا۔ اور اطفال کا بھی حسن قرأت۔ نظم خوانی۔ اذان اور تقاریر کا مقابلہ عمل میں آیا۔

دوسرے دن کا آغاز بھی نماز تہجد سے ہوا جو مکرم محمد اقبال صاحب نے پڑھائی بعد نماز فجر مکرم مولوی نصیر احمد صاحب خادم نے درس قرآن مجید دیا۔ پھر خدام ر

اطفال کے ورزشی مقابلے ہوئے جو مختلف دوڑوں۔ رسہ کشی۔ کبڈی۔ والی بال پیغام رسانی۔ معائنہ مشاہدہ پر مشتمل تھے۔ ازاں بعد خدام کا مقابلہ تقاریر منعقد ہوا۔ بعد دوپہر خدام کا مقابلہ حسنِ قراءت اور نظم خوانی ہوا۔ ازاں بعد خدام کا والی بال فائنل ہوا جس میں شائقین نے بڑی دلچسپی لی۔ اس کے بعد کوئز (سوال و جواب) پروگرام ہوا جس میں صداقت گروپ اول اور امانت گروپ دوئم اور دیانت گروپ سوئم رہا۔

بعد نماز مغرب و عشاء اجتماع کا اختتامی اجلاس بمقام عیدگاہ زیر صدارت مکرم سیٹھ ناصر احمد صاحب نائب امیر جماعت چنتہ کنٹہ منعقد ہوا۔ مکرم محمد عبدالحفیظ صاحب منگا پجرینی نے تلاوت کی پھر عہد دہرایا گیا۔ بعدہٗ مکرم محمد عبدالعزیز صاحب نے حضور کا منظوم کلام "وقت کم ہے بہت ہیں کام چلو" خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ نظم کے بعد خاکسار محمود احمد بابو نے مجلس خدام الاحمدیہ چنتہ کنٹہ کی سالانہ رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ بعد ازاں مکرم سیٹھ محمد ... صاحب قائد مجلس و صدر کمیٹی اجتماع نے اختتامی خطاب کرتے ہوئے نوجوانوں کو تلقین عمل کرتے ہوئے مجلس خدام الاحمدیہ کی غرض و غایت بیان کی اور سبھی معاونین کا شکریہ ادا کیا۔ آخر میں صدر جلسہ نے انعامات تقسیم کئے جس کے بعد یادگار گروپ فوٹو بنائے گئے۔ اور اجتماع اپنے اختتام کو پہنچا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں احسن رنگ میں خدمت بجا لانے کی توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین۔

جماعت احمدیہ حیدرآباد کی سرگرمیاں

مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ حیدرآباد تحریر فرماتے ہیں:۔

الحمدللہ کہ جماعت احمدیہ کی ذیلی تنظیمات۔ انصار اللہ، خدام و اطفال کا سالانہ اجتماع ماہ اکتوبر کے اوائل میں منعقد کیا گیا جسمیں علمی مقابلہ جات کروائے گئے اور جملہ تنظیمات کے نمائندگان نے پورے ذوق شوق سے حصہ لیا اور اس اجتماع کی خبر مقامی روزناموں نے جلی حروف میں شائع کیں۔ امسال حیدرآباد سے تقریباً چالیس انصار، خدام، لجنات، اطفال اور ناصرات نے قادیان کے سالانہ اجتماعات میں شمولیت اختیار کی اور خدام نے ہندوستان بھر میں دوسرا انعام حاصل کیا جبکہ ناصرات حیدرآباد نے اول انعام حاصل کیا اور انصار نے خصوصی انعام حاصل کیا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

امسال قادیان جلسہ سالانہ کے لئے ایک اسپیشل بوگی ریزرو کروائی گئی جس پر 80 ہزار روپے لگ رہے ہیں اور اس کے علاوہ بھی سینکڑوں افراد سو سالہ جلسہ سالانہ میں شمولیت کی غرض سے تیاری کر رہے ہیں۔ الحمدللہ

ترجمہ تلگو قرآن مجید اللہ تعالیٰ کے فضل سے پریس میں شائع ہونے کے لئے چلا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ترجمہ کو نافع الناس بنائے اور اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر مساعی میں برکت عطا فرمائے۔

جماعت احمدیہ آسام کی سرگرمیاں

مکرم مولوی سید قیام الدین صاحب برق مبلغ آسام تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہم کو ایک بار پھر مخالفت کے طوفان میں صوبہ آسام کے بعض نواحی علاقوں کا نہایت کامیابی کے ساتھ تبلیغی و تربیتی دورہ کرنے کے علاوہ جلسہ سیرت النبیؐ بھی شایان شان طریق پر منانے کی توفیق دی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔ اس سلسلہ میں سیدنا حضور انور کی خدمت میں خصوصی دعا کی بھی درخواست کی گئی تھی۔ چنانچہ مرتب شدہ پروگرام کے مطابق کلکتہ سے صوبائی امیر مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب ایم۔اے و مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر انچارج مبلغ بذریعہ ریل مورخہ ۱۴؍۹ کی صبح سب سے پہلے جماعت احمدیہ "بربیٹا" میں تشریف لائے استقبال کے لئے ریلوے اسٹیشن پر نو مبائعین حضرات تشریف لے گئے تھے۔ حالات کے مطابق "بربیٹا" میں جلسہ کا تو اہتمام نہ ہو سکا البتہ محفل مذاکرہ کا سلسلہ بڑی کامیابی کے ساتھ جاری رہا۔ سوالات کے جوابات مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب ایم۔اے اور مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر دیتے رہے سامعین بھی بڑے خوشگوار ماحول میں سوالات کے ذریعہ اسلام اور احمدیت سے متعلق معلومات حاصل کرنے میں دلچسپی لے رہے تھے۔ پروگرام صدر جماعت "بربیٹا" مکرم بلال حسین صاحب کی زیر نگرانی ہوتا رہا۔ صدر صاحب جماعت کی طرف سے جملہ احباب کی تواضع کی گئی۔ ہمارے اس پروگرام کے اختتام پر اسی شہر "بربیٹا" میں بعض سعید الفطرت افراد کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ خدا تعالیٰ انہیں استقامت عطا کرے۔ اگلے دن کا پروگرام جماعت احمدیہ "بالی کوری ٹاپا چھولی" میں تھا۔ نو مبائعین حضرات نے اپنے معزز مہمانوں کا پرتپاک استقبال کیا جلسہ گاہ رنگ برنگی جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا۔ پنڈال کے قریب لوائے احمدیت لہرا رہا تھا۔ چنانچہ پروگرام کے مطابق جلسہ سیرۃ النبیؐ نہایت ہی پر وقار ماحول اور خوشگوار فضاء میں زیر صدارت مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مکرم مولوی سیف الدین صاحب بنگالی مبلغ سلسلہ نے جبکہ نعتِ رسول بزبان بنگالی ایک نو مبائع مکرم ڈاکٹر عبدالجلیل صاحب نے نہایت وجد آفرین انداز میں پیش کی اس کے بعد خاکسار سید قیام الدین برق نے سیرۃ النبیؐ کے عنوان پر تقریر کی خاکسار نے اپنی تقریر میں مکی دور سے شاہ لولاک کے تبلیغ کے میدان میں مقدس طریق کار کو پیش کرتے ہوئے اسوۃ النبیؐ کو اپنانے کی سامعین کو تلقین کی اس کے بعد جماعت احمدیہ "سوتی" کے ایک طفل عزیز سعید السلام نے بزبان بنگالی نہایت ہی خوش الحانی کے ساتھ ایک نعتِ رسولؐ پیش کی جس سے سامعین پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی۔

بعدہ علی الترتیب مکرم عبدالجبار صاحب استقبالیہ کمیٹی کے صدر و صدر جماعت جناب ماسٹر عبدالرحیم صاحب نے بزبان بنگالی و آسامی نہایت ہی پر جوش طریق پر سیرۃ النبیؐ کے عنوان پر خطاب کیا اور آپ نے اسوۂ نبویؐ کی روشنی میں ہی جماعت احمدیہ کے کردار کا نہایت ہی خوبصورتی کے ساتھ موازنہ کیا۔ اس کے بعد مبلغ سلسلہ مکرم مولوی سیف الدین صاحب نے سیرۃ النبیؐ کے موضوع پر سیر حاصل روشنی ڈالی اس کے بعد اس اجلاس کے مہمان خصوصی محترم جناب ماسٹر مشرق علی صاحب ایم۔اے صوبائی امیر نے اپنے مخصوص انداز میں سیرۃ النبیؐ کے عنوان پر خطاب کیا۔ بزبان بنگالی اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے موصوف نے اس علاقہ کے تمام کلمہ گو مسلمان بھائیوں کو جماعت احمدیہ کی حسین تعلیمات پر غور کرنے کی دعوت دی۔ بعدہٗ ہمارے نہایت ہی معزز مہمان مکرم بلال حسین صاحب صدر جماعت احمدیہ "بربیٹا" نے "میں نے احمدیت کیوں قبول کی؟" کے عنوان پر ایک نہایت ہی پر تاثیر تقریر کرتے ہوئے ڈنکے کی چوٹ کے ساتھ یہ اعلان کیا کہ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے اور بس۔ سب سے آخر پر صدر اجلاس مکرم مولوی سلطان احمد ظفر صاحب نے سیرۃ النبیؐ عنوان پر تقریر کی فاضل مقرر نے اپنی تقریر کو نہایت علمی تحقیقی مواد کے ساتھ جاری رکھتے ہوئے سرکار دو عالمؐ کی مقدس زندگی کے کئی ایمان افروز چیدہ چیدہ واقعات کو پیش کیا۔ تقریر کے اختتام پر آپکی اردو تقریر کا ترجمہ بعد میں پیش کیا گیا۔ پرسوز لمبی دعا کے ساتھ اجلاس کی برخاستگی کا اعلان کیا گیا الحمدللہ۔ لاؤڈ سپیکر کے معقول انتظام کی وجہ سے آواز دور دور تک خوب گونج رہی تھی بیشمار غیر احمدی احباب ہمارے اجلاس سے ہٹ کر سڑکوں پر بیٹھ کر دکانوں پر گروپ گروپ کی شکل میں اپنے اپنے گھروں سے ہمارے جلسہ سیرۃ النبیؐ کے پروگرام کو سنتے رہے ہمارا یہ پروگرام سات گھنٹے تک جاری رہا اس کے بعد صدر جماعت مکرم ماسٹر عبدالرحیم صاحب کے گھر دور دراز کی جماعتوں سے آئے ہوئے مہمانوں کے لئے کھانے کا انتظام تھا جس میں احمدیوں کے علاوہ بعض معزز غیر احمدی حضرات نے بھی دعوت کو قبول کرتے ہوئے شرکت کی۔ اگلے دن غلامان مسیح محمدیؑ وفد کی شکل میں جماعت احمدیہ "سیتولی" کی طرف بذریعہ کشتی روانہ ہوئے مقامی جماعت کے نو مبائعین حضرات اخلاص کے ساتھ ہمارے وفد کا انتظار کر رہے تھے۔ لاؤڈ سپیکر کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ چنانچہ ڈیڑھ بجے کے قریب زیر صدارت جناب ماسٹر مشرق علی صاحب ایم۔اے ایک تربیتی اجلاس کا انعقاد عمل میں آیا تلاوت قرآن مجید اور نظم خوانی کے بعد مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر اور مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب ایم۔اے نے تربیتی امور پر تقاریر کیں۔ اس کے بعد دو بچوں نے نہایت خوش الحانی کے ساتھ بزبان بنگالی احمدیت اور اسلام کی شان میں ایک نظم پیش کی۔ کارروائی کی سماعت اور احمدیت سے متعلق زیادہ سے زیادہ جانکاری کیلئے گاؤں کے سرکردہ لوگ بھی شریک ہوئے جنکو مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب ایم اے امیر جماعت نے بہت ہی پیار بھرے انداز میں احمدیت کو قبول کر لے کے نتیجہ میں اس علاقہ میں کیا کیا فوائد ہوئے اور ہو رہے ہیں درس دیا۔ "سیتولی" جماعت کے پروگرام کے اختتام کے بعد وفد دوبارہ پھر جماعت احمدیہ "بربیٹا" ہوتے ہوئے نزار بیسٹا پہنچا آسام کی وہ پہلی جماعت ہے جنکو یہ اعزاز اور فخر بھی حاصل ہے کہ یہیں سے یہ احمدیت شاخ در شاخ ہو کر آسام کے اردگرد پھیلی ہے اور پھیلتی جا رہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج بھی اس علاقے کے مخالفین

زارہ بھیٹا کی جماعت کو 'قادیانیوں کا دارالخلافہ' کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یہاں کے صدر جناب ماسٹر حضرت علی صاحب نہایت اخلاص اور جوش و جذبہ کے ساتھ جماعتی پروگرام کو ہمیشہ آگے بڑھانے میں کوشاں رہتے ہیں۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ۔ خدا کے فضل سے آسامی طرز پر ایک خوبصورت مسجد بھی یہاں لکڑی سے تعمیر کی گئی ہے۔ اذان کے لئے لاؤڈ اسپیکر کا بھی انتظام ہے جس سے مخالفینِ احمدیت کے وساوس کا ازالہ ہو رہا ہے۔ پروگرام کے مطابق بعد نماز مغرب و عشاء جامع مسجد احمدیہ زارہ بھیٹا کے سامنے وسیع میدان میں زیر صدارت مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب ایم۔ اے امیر صوبائی، جلسہ سیرۃ النبیؐ کی کارروائی عمل میں آئی۔ تلاوتِ قرآن کریم و نظم کے بعد مکرم ڈاکٹر عبدالجلیل صاحب۔ مکرم عبدالاوّل صاحب بی۔ اے۔ مکرم قاضی بدرالدین صاحب۔ مکرم ماسٹر مجیب الرحمٰن صاحب اور مکرم لقمان حسین صاحب نے سیرۃ النبیؐ کے مختلف پاکیزہ گوشوں پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد نعتِ رسولؐ بزبان بنگالی مکرم ڈاکٹر عبدالجلیل صاحب نے خوش الحانی سے پیش کی۔ بعدہٗ مکرم ماسٹر عبدالرحیم صاحب صدر جماعت احمدیہ تاپا جبوری اور مکرم ماسٹر حضرت علی صاحب صدر مجلس استقبالیہ نے ولولہ انگیز طریق پر سرورِ دوجہاں آنحضرتؐ کی سوانحِ حیات پر تقاریر کیں۔ اس کے بعد خاکسار سید قیام الدین برقؔ نے بعنوان "ایک عظیم داعی الی اللہ" تقریر کرتے ہوئے صوبہ آسام میں مخالفینِ احمدیت کی ناکام کوشش اور فروغِ احمدیت کے بارہ میں ایک موازنہ پیش کیا۔ اس تقریر کا ترجمہ بعد میں مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب نے پیش کیا۔ بعدہٗ ایک نظم کے بعد مکرم مولوی سیف الدین صاحب مبلغ سلسلہ نے بزبان بنگلہ اور مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ انچارج نے سیرۃ النبیؐ کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کیں۔ آخر میں صدرِ اجلاس نے نہایت دلنشین انداز میں عقائدِ احمدیت پر روشنی ڈالی اور بعد دعا اجلاس برخاست ہوا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر مساعی میں برکت ڈالے اور اس کے دور رس نتائج ظاہر کرے۔ آمین۔

بطور تحدیثِ نعمت یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ "زارہ بھیٹا" جماعت کے اختتامی پروگرام کے بعد دوسرے دن اس علاقہ کے ایک معزز مسلمان جناب رستم علی صاحب اپنی فیملی (مشتمل بر سات افراد) کے ساتھ بیعت کر کے داخلِ سلسلہ ہوئے فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ قارئین کرام دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو استقامت دے۔ آمین۔

لجنات اماء اللہ بھارت کی سرگرمیاں

محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ کانپور تحریر کرتی ہیں کہ مورخہ یکم اکتوبر ۹۱ء کو ناصرات الاحمدیہ کا اور مورخہ ۳۰ر ستمبر ۹۱ء کو لجنہ اماء اللہ کا سالانہ اجتماع کامیابی سے منعقد کیا گیا۔

محترمہ رضیہ احمد صاحبہ سورو (اڑیسہ) سے تحریر کرتی ہیں کہ ۲۳ر ستمبر کو ناصرات الاحمدیہ کا جلسہ سیرۃ النبیؐ زیر نگرانی مکرمہ فرزانہ غزالہ صاحبہ منعقد کیا گیا بعد ازاں کُلوا جمیعاً کا پروگرام ہوا جس میں چالیس ناصرات نے شرکت کی۔ اسی طرح ۲۰ر ستمبر کو لجنہ اماء اللہ نے جلسہ سیرۃ النبیؐ منعقد کیا۔

محترمہ طاہرہ تسنیم صاحبہ سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ سوروب (کرناٹک) تحریر کرتی ہیں کہ مورخہ ۱۰ر اکتوبر کو ناصرات کا سالانہ اجتماع اور مورخہ ۱۳ر اکتوبر کو ناصرات کا جلسہ سیرۃ النبیؐ منعقد کیا گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

اللہ تعالیٰ ان سب کی مساعی میں برکت دے اور انہیں نتیجہ خیز بنائے اور زیادہ سے زیادہ مقبول خدماتِ دینیہ بجالانے کی توفیق دے۔ آمین۔

دُعائے مغفرت

میرے نواسے عزیزم فضل محمود عرف گڈو کا کلکتہ میں مورخہ ۳ر اکتوبر کو ایک ایکسیڈنٹ میں انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی کا نواسہ اور مکرم شمیم الہدیٰ صاحب کا بیٹا تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے اور ان کے والدین کو صبر جمیل عطا کرے۔

خاکسار :- صدیقہ بیگم۔

درخواست دُعا

مکرم عبدالغنی صاحب آف کوکنور بون کینسر سے بیمار ہیں اور ورنگل میں زیرِ علاج ہیں۔ ڈاکٹروں نے بالکل ناامیدی ظاہر کی تھی لیکن احباب جماعت کی مخلصانہ دعاؤں کے طفیل اب حالت کچھ بہتر ہے۔ احباب جماعت سے خصوصی درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس مخلص احمدی کو کامل شفاء عطا فرمائے۔ ایک جانور صدقہ کیا گیا اور دس روپے اعانت بدر میں ادا کئے گئے۔

خاکسار :- منیر احمد مبلغ سلسلہ احمدیہ کوکنور (آندھرا پردیش)

بقیہ پیغام حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا صفحہ ۵ سے آگے

یَرْشُدُوْنَ ۝ (سورۃ البقرہ آیت ۱۸۷) ترجمہ: اے رسول جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو (تُو جواب دے کہ) میں (اُن کے) پاس (ہی) ہوں۔ جب دعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں سو چاہیئے کہ وہ (دعا کرنے والے بھی) میرے حکم کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تا وہ ہدایت پائیں۔ اس میں بھی یہی بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ دعا ضرور سنتا ہے۔ مگر اس کی جو اس کے حکموں پر چلتا ہو اور اس پر ایمان لاتا ہو۔ یعنی دل سے اللہ تعالیٰ کی ہر صفت پر ایمان اور یقین رکھتا ہو۔ اور اس کی نظر کبھی غیر اللہ کی طرف نہ اٹھتی ہو۔ پس چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہمیں پیوند حاصل ہو جو بغیر مکمل اطاعت اور کامل فرمانبرداری کے حاصل نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اپنی محبت کے حصول کا یہ طریق بھی بیان فرماتا ہے: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (سورۃ آل عمران: ۳۲) ترجمہ:- اللہ تعالیٰ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہوتے ہوئے فرماتا ہے کہ تُو کہہ کہ (اے لوگو) اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو (اس صورت میں) وہ (بھی) تم سے محبت کریگا اور تمہارے قصور بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل نہیں ہو سکتی جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم نہ چلا جائے۔ آپؐ کے ارشادات کی پیروی نہ کی جائے۔ اور وہ اخلاق اپنے اندر نہ پیدا کئے جائیں جو آپؐ میں پائے جاتے تھے۔ اور آپؐ کے نمونہ کو اختیار نہ کیا جائے۔

پس میری بہنو! ہمیں دیکھنا ہے کہ ہماری زندگیاں کس طرح گزر رہی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کس حد تک ہم پیروی کرتے ہیں۔ یہ نہیں کہ دعویٰ تو اللہ تعالیٰ سے محبت کا کرتے ہیں مگر ہمارا عمل اس کے خلاف ہے۔ نہ وہ اخلاق ہم میں پائے جاتے ہوں جن کا اپنے میں پیدا کرنے کا قرآن کریم میں ذکر ہے۔ اور جس کا نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو دکھایا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام اتنی جلدی پھیلا۔ پس میری عزیز بہنو! ذاتی نمونہ بہت بڑی تبلیغ ہے جو دوسرے کا دل کھینچنے والی ہوتی ہے آپ سب کوشش کریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کریں۔ آپؐ کے ارشادات سے واقفیت حاصل کریں۔ اور ان پر عمل کرنے کی پوری کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں سے اچھا سلوک کریں۔ ان کے دکھ سکھ میں کام آئیں۔

میں اس سلسلہ میں آپ سب کو قرآن مجید کا ترجمہ سیکھنے کی طرف بھی توجہ دلاتی ہوں۔ قرآن مجید وہ کامل ضابطہ حیات ہے جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنی زندگیاں سنوارنے کے لئے عطا فرمایا ہے۔ ایک مکمل ہدایت نامہ ہے۔ ہمیشہ کے لئے ہے۔ ہر قوم کے لئے ہے۔ جب تک مسلمانوں کا قرآن مجید پر عمل رہا وہ دنیا میں غالب رہے۔ جب انہوں نے قرآن پر عمل چھوڑ دیا تو اُن کا جو حال ہوا وہ تاریخ کی ایک المناک داستان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں حضرت مہدی علیہ السلام کو بھیجا تا آپ قرآن سکھائیں۔ اور یہی آپ کی جماعت کا کام ہے۔ قرآن پڑھے بغیر ہمیں علم ہی نہیں ہو سکتا کہ کن کاموں کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کن باتوں سے منع فرمایا ہے۔ کون سی وہ وجوہات تھیں جن کی وجہ سے پہلی قوموں پر عذاب آیا اور ہمیں ان سے بچنا چاہیئے۔ پس قرآن پڑھیں، پڑھائیں اور اس پر عمل کریں۔ اور اپنے بچوں کو قرآن پڑھائیں۔ ترجمہ سکھائیں۔ عمل کی تلقین کریں اور نگرانی کریں۔ کیونکہ اگلی نسل کی بنیاد آج ہی رکھی جاتی ہے۔ اور وہ بچے جن پر کل ذمہ داریاں پڑتی ہیں آپ کی گودوں میں پرورش پا رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز متواتر جماعت کو توجہ دلا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلق پیدا کرو نماز کے ذریعہ سے اور اپنے بچوں کو نماز کا پابند بناؤ۔ ان میں اعلیٰ اخلاق پیدا کرو۔ اسی میں جماعتی ترقی کا راز ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا کرے۔ نہ صرف آپ سب کو بلکہ ہر احمدی عورت کو اپنی ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی توفیق دے۔ خلافت سے اپنے تعلق کو مضبوط کریں کہ اس سے پھر قدم ڈگمگانے کا خطرہ نہیں رہتا۔ پس آپ سب سے اپنے لئے دعا کی درخواست کر کے رخصت ہوتی ہوں کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جائے اور میرا انجام بخیر فرمائے۔

خاکسار

آپ کی بہن

مریم صدیقہ

وِلادتیں

(۱) خاکسار کے بڑے بیٹے عزیزم محمد مصلح الدین سعدی سلمہٗ (مبلغ سلسلہ جمشید پور) کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۹۱ء کو پہلی لڑکی سے نوازا ہے۔ بچی اللہ تعالیٰ کے فضل سے تحریکِ وقفِ نَو میں شامل ہے۔ حضرت امیر المومنین نے از راہِ شفقت بچی کا نام "فریحہ سعدی" تجویز فرمایا ہے۔ نومولودہ حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب جٹؓ سابق امیر جماعت و ناظرِ اعلیٰ قادیان کی نواسی ہے۔ تمام احبابِ جماعت سے دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو لمبی عمر، اچھی صحت سے نوازے اور اسے اقبال مند اور والدین کے لئے قرۃ العین و سلسلہ کی خادمہ بنائے۔

خاکسار:- محمد فیروز الدین انور۔ کلکتہ (نزیل قادیان)

(۲) مورخہ ۲۱/۹/۹۱ کو میرے چھوٹے بھائی سید اقبال احمد ناصر آف اسلام آباد (پاکستان) کے ہاں دوسری بچی پیدا ہوئی۔ نام "عائشہ اقبال" رکھا گیا ہے۔ اور مورخہ ۸/۱۰/۹۱ کو میری چھوٹی بہن عزیزہ سیدہ امۃ الباسط صاحبہ اہلیہ وحید احمد صاحب سعید صراف سکنہ پیر محل ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ (پاکستان) حال ناروے کے ہاں دوسرا لڑکا پیدا ہوا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہِ شفقت بچے کا نام "فواد احمد" تجویز فرمایا۔ یہ دونوں مکرم سید اعجاز احمد شاہ صاحب ریٹائرڈ انسپکٹر بیت المال ربوہ حال قائد تعلیم و تربیت مجلس انصار اللہ جرمنی کی پوتی اور نواسہ ہیں۔ احباب سے بچوں کی درازیٔ عمر، صالح اور خادمِ دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار:- سید امتیاز احمد خالد۔ جرمنی۔

(۳) مکرم مولوی ٹی۔ ایم۔ محمد صاحب مبلغ سلسلہ مقیم کاداشیری (کیرلہ) کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۳۰/۷/۹۱ کو تیسری بیٹی سے نوازا ہے یہ بچی بھی حضور انور کی تحریک وقفِ نَو میں شامل ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ قبل ازیں موصوف نے اپنی دوسری بیٹی کو وقفِ نَو میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ نومولودہ مکرم ایم حسن کُٹی صاحب مرحوم کی پوتی اور مکرم اسے شاہ الحمید صاحب صدر جماعت کاداشیری کی نواسی ہے۔ قارئینِ بدر سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو صحت و سلامتی کی لمبی زندگی دے اور خادمۂ دین بنائے۔

خاکسار:- زین الدین حامد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان۔

دعائے نعم البدل

خاکسار کے خالہ زاد بھائی وی۔ محمد حسن صاحب آف کوڈالی کو پہلی بیٹی کے چھ سال بعد اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرمایا تھا جو بقضائے الٰہی وفات پا گیا ہے جس سے وہ بہت غمزدہ ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور درازیٔ عمر والی اولادِ نرینہ عطا فرمائے۔

خاکسار:- رفیق احمد مینیجر بدر قادیان۔

رپورٹیں اور مضامین مرتب کرتے وقت صفحہ کا نصف حصہ حاشیہ چھوڑ دیا کریں۔ شکریہ (ادارہ بدر)

جلسہ سالانہ قادیان پر آنیوالے ڈاکٹر صاحبان متوجہ ہوں

صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان انشاء اللہ تعالیٰ دسمبر ۱۹۹۱ء میں منعقد ہو رہا ہے۔ اس میں تشریف لانے والے ڈاکٹر صاحبان اور پارا میڈیکل (PARA-MEDICAL) سٹاف احباب جو رضاکارانہ طور پر جلسہ سالانہ کے موقعہ پر خدمت بجالانے کے خواہشمند ہوں وہ اپنے نام اور کوائف سے جلد از جلد مطلع فرما دیں تا کہ حسبِ ضرورت ان کی ڈیوٹی لگائی جاسکے۔

ناظم طبّی امداد جلسہ سالانہ قادیان

اعلاناتِ نکاح

(۱)۔ مکرم محمد خلیق صاحب ابن مکرم محمد لئیق صاحب اسسٹنٹ انجینئر جو مکرم میاں محمد رفیق صاحب مرحوم سمن آباد کے پوتے اور ڈاکٹر نور محمد صاحب مرحوم فلیمنگ روڈ لاہور کے نواسے ہیں ان کا نکاح ہمراہ عزیزہ فرزانہ کوثر امینی بنت مکرم ناصر احمد امینی آف بریڈفورڈ جو کہ مکرم عبد الحق صاحب امینی مرحوم آف بریڈفورڈ کی پوتی ہے بعوض ایک ہزار پونڈ حق مہر پر مکرم مولانا طاہر سلمی صاحب مربی سلسلہ نے مورخہ ۱۳ ستمبر ۹۱ء بروز جمعۃ المبارک کو بیت الحمد بریڈفورڈ میں پڑھایا۔ تمام احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کے لئے بابرکت کرے۔

خاکسار:- محمد لئیق۔ ۲۷ سمیڈن سٹریٹ بریڈفورڈ۔ یو کے۔

(۲)۔ مورخہ ۶/۱۰/۹۱ کو عزیزہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ بنت مکرم ایم نثار احمد صاحب سوروب کا نکاح ہمراہ عزیزم ایم خلیل احمد صاحب ابن مکرم نور احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ سوروب خاکسار محمد نذیر مبشر مبلغ سلسلہ نے مبلغ دس ہزار ایک صد پچیس روپے حق مہر پر پڑھایا۔ دوسرے روز دعوتِ ولیمہ کی گئی جس میں کثیر تعداد میں احمدی دوستوں کے علاوہ غیر احمدی و ہندو احباب نے بھی شرکت کی۔ مکرم نور احمد صاحب صدر جماعت اس خوشی میں اعانتِ بدر میں تیس روپے اور شکرانہ فنڈ میں بیس روپے ادا کرتے ہوئے تمام احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت بنائے۔

دعوتِ ولیمہ کے بعد شام آٹھ بجے سے دس بجے تک ایک تربیتی جلسہ زیرِ صدارت مکرم مسعود احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ سوروب منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد خاکسار نے موجودہ دور میں جماعت احمدیہ کی اہم ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی۔

خاکسار:- محمد نذیر مبشر مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مبلغ (کرناٹک)

بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔ (ترمذی)

C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES.
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339.
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

SUPER INTERNATIONAL
PHONE NO.
OFF.-6378622
RESI.-6233389
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCIETY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD.
(ANDHERI EAST) BOMBAY - 800099.

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں"
(کشتی نوح)
پیش کرتے ہیں۔
آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے !!
Starline
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA - 700015.

الرّسا وِ نبوی
اَلْمُحْتَکِرُ مَلْعُوْنٌ
(غلہ کو روکنے والا کہ جب مہنگا ہو جائے تب بیچوں، خدا کی رحمت سے دور ہے)
(منجانب)
بیکے از ارکین جماعت احمدیہ بمبئی۔

قادیان میں مکان و پلاٹ وغیرہ کی خرید و فروخت کے لئے ملیں
نعیم احمد ڈار
احمدیہ پراپرٹی ڈیلر
احمدیہ چوک قادیان

طالبانِ دعا —
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶ بینٹنک سٹریٹ۔ کلکتہ ۷۰۰۰۰۱

YUBA
QUALITY FOOT WEAR

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
پالی پیکیجرز کلکتہ ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز:
۲۴۳-۹۰۲۸، ۲۴۳-۵۱۲۴، ۲۴۳-۵۱۰۶

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۹۱ء۔ رجسٹرڈ نمبر پی/جی ڈی پی۔ ۲۳